نماز میں خشوع
اسباب اور رکاوٹیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب ....نماز میں خشوع کے اسباب
مؤلف .... شیخ محمد صالح المنجد
مترجم............................ عبداللہ عبدالرؤف سلفی
باہتمام .... حافظ حسن مدنی
طبع اوّل.............................. جولائی ۲۰۰۶ء
مطبع..................................اُحد پرنٹنگ پریس

فون 5866476, 5866396, 5839404

نماز میں خشوع

اسباب اور رکاوٹیں

تالیف

شیخ محمد صالح المنجد

مترجم

عبداللہ عبدالرؤف سلفی

☎ 5866476, 5866396, 5839404

فہرست

خشوع کی اہمیت

خشوع پیدا کرنے والے اسباب

خشوع کو ختم کرنے والے اسباب

عرضِ ناشر

'نماز' اسلام کا ستون اور دین کی معراج ہے۔ اگر مسلمان اسے دل کی حضوری اور قلبی لگاؤ کے ساتھ پڑھے تو یہ اللہ کے ساتھ ملاقات بھی ہے جس کے انتظار میں بندہ مؤمن کا دل مسجد سے لگا رہتا ہے۔

نماز کو پورے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنا جہاں اس کے لطف کو دوبالا کردیتا ہے، وہاں ایسے نمازی کو دلی سکون واطمینان بھی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آج نمازی تو کئی ہیں، لیکن نماز کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ ادا کرنے والے لوگ خال خال ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اسی صورتحال کا شکوہ یوں کیا ہے:

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!

البتہ اس دور میں بھی اللہ کے بعض نیک بندے نماز کو اس جذب کے ساتھ ادا کرتے ہیں کہ ان کو دیکھنے والوں پر بھی ایک خاص کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مشہور حدیثِ جبریلؑ میں عبادت کی اسی کیفیت کو 'احسان' سے تعبیر کیا ہے۔ اور شاعر نے ایسی نماز کے اراکین کے بارے میں کہا ہے:

وہ اِک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے تجھ کو نجات!

نماز میں اللہ سے تعلق اور اس سے ملاقات کی روح کس طرح پیدا ہو؟ زیر نظر کتابچہ کا موضوع یہی ہے جس کے پہلے باب میں خشوع وخضوع کی اہمیت اور اس کے معنی ومفہوم کے بعد دوسرے باب میں ان اسباب کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے نمازوں میں خشوع کی کیفیت پیدا کی جاسکتی ہے۔ تیسرے باب میں خشوع کی راہ میں رکاوٹ بننے والے اسباب کو ذکر کیا گیا ہے تاکہ ان سے بچ کر نمازوں میں خشوع وخضوع برقرار رکھا جاسکے۔ آخر میں اسی موضوع پر بعض فتاویٰ اور چند نصیحتیں بھی درج کی گئی ہیں۔

کتاب کے مصنف شیخ محمد صالح المنجد مکہ مکرمہ کے معروف عالم دین اور محدثِ عصر علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ کے شاگرد رشید ہیں جنہوں نے اس کتاب کو لمبی چوڑی تفصیل کی بجائے نکات وار ترتیب دیا ہے، اور ہر ہر نکتہ کے بارے میں قرآن وسنت سے شرعی دلائل بھی پیش کر دیے ہیں۔ عربی زبان سے اس کتاب کا اُردو ترجمہ کئی برس قبل ماہنامہ 'محدث' بنارس میں درجن بھر اقساط میں شائع ہوا تھا۔ موضوع کی ضرورت اور اہمیت وافادیت کے پیش نظر ہم اس ترجمہ کو اصل کتاب سے نظر ثانی کے بعد شائع کر رہے ہیں۔ مثلاً کتاب میں بعض حوالہ جات ثانوی مراجع کے دیے گئے تھے یا موجود نہیں تھے، ادارہ کے ریسرچ سکالر جناب کامران طاہر نے حوالہ جات کی تکمیل کے علاوہ ان کا اصل کتب سے

مراجعہ بھی کیا ہے اور ہر حدیث کے صحیح ہونے کا حوالہ بھی درج کردیا ہے۔ ایسے ہی ہمارے سکالر جناب محمد اسلم صدیق نے اُردو ترجمہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے جا بجا عبارتوں کو مزید سلیس، رواں اور عام فہم بنا دیا ہے نیز قارئین کی سہولت کے لئے کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں کی نمازوں کی اصلاح کا نیک مقصد پورا ہو اور نماز پڑھنے والے نماز کی روح تک پہنچ کر اپنی پوری زندگی میں اسلام کی سنہری تعلیمات پر عمل کرسکیں۔

حافظ حسن مدنی

مدیر

مجلس التحقیق الاسلامی

باب اوّل

خشوع کی اہمیت اور فضیلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خشوع کی اہمیت

تمام تعریف اللہ ربّ العلمین کے لیے ہے جس نے اپنی کتابِ مبین میں فرمایا:

﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ①

''اور اللہ کے آگے عاجزی سے کھڑے ہوا کرو۔''

اور نماز کے بارے میں جس کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ ②

''اور بے شک وہ بھاری ہے مگر خشوع والوں پر۔''

اور درود وسلام نازل ہو اِمام المتقین اور سید الخاشعین محمد رسول اللہ ﷺ پر اور آپؐ کے تمام آل واصحاب پر!!

نماز دین کے عملی ارکان میں سب سے بڑا رکن ہے اور خشوع وخضوع کے ساتھ ہی اس کی ادائیگی شریعت کو مطلوب ہے، لیکن اللہ کے دشمن ابلیس لعین نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے اور خود کو اپنے اس قول کے ذریعہ انہیں فتنہ میں ڈالنے کا پابند بنا رکھا ہے کہ

﴿ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمٰنِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ﴾ ③

① البقرة:۲۸۱ ② البقرة:٤٥ ③ الأعراف:۱۷

''پھر میں ان کے پاس آ ؤں گا، ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اوران کے بائیں سے۔''

چنانچہ اس کی سب سے بڑی کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کوکسی طرح نماز سے روک دے، اگراس میں کامیابی نہ ملے تو نماز میں وسوسہ پیدا کردے تا کہ وہ اس عظیم عبادت کی لذت سے محروم ہوجائیں اوراس کے اجروثواب کو کھوبیٹھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے بہت سے لوگ اس معاملہ میں شیطان کے ہتھکنڈوں کا شکار ہورہے ہیں بلکہ اس کے بندے اور غلام ہوچکے ہیں۔ہماری نمازوں سے خشوع ختم ہورہا ہےاورحضرت حذیفہؓ کا یہ قول ہم پر صادق آرہا ہے:

"أوّل ما تفقدون من دينكم الخشوع وآخر ما تفقدون من دينكم الصلوٰة ورُبّ مُصلّ لا خير فيه، ويوشك أن تدخل المسجد فلا ترىٰ فيهم خاشعًا" ④

''سب سے پہلے تمہارے دین سے خشوع رخصت ہوگا اور بالآخرتم اپنے دین سے نماز بھی کھوبیٹھو گے۔ بہت سے نماز پڑھنے والے ہوں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی اورعنقریب تم مسجد میں داخل ہوگے اوراس میں کسی کوخشوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہ پاؤ گے۔''

آج ہر آدمی وسوسوں کی آفت میں مبتلا ہےاور ہر شخص فقدانِ خشوع کا شاکی ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس موضوع پر کچھ لکھا جائے۔یہ اسی موضوع سے متعلق ایک مختصر کتابچہ ہے جس میں خود میرے لئے اور میرے تمام مسلمان

---

④ مدارج السالكين لابن القيم الجوزية :١/ ٥٢١

بھائیوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک کے لئے نفع بخش اور مفید بنائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾[۵]

''فلاح یاب وہ ایمان دار ہیں جو اپنی نمازیں خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں''

یعنی خوف وسکون کے ساتھ اَدا کرتے ہیں۔

اس لئے کہ 'خشوع' کہتے ہیں:

سکون واطمینان، سنجیدگی ووقار اور تواضع وانکساری کو جب کہ یہ احساسات اللہ کے خوف اور اس کے مراقبہ کی وجہ سے پیدا ہوں۔[۶]

علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

''خشوع یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑا ہو۔''[۷]

﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ کی تفسیر میں حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

''قنوت یہ ہے کہ انسان اللہ کے خوف سے بازو لٹکائے، نگاہ جھکائے عاجزی وسکون کے ساتھ منجمد کھڑا ہو جائے۔''[۸]

خشوع کا مقام دل ہے، لیکن اس کے اثرات اعضا و جوارح پر ظاہر ہوتے ہیں، کیونکہ وہ دل کے تابع ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کا خشوع غفلت یا

---

۵ المؤمنون: ۱، ۲ ۶ تفسیر ابن کثیر ۶/ ۴۱۴، ط. دار الشعب

۷ مدارج السالکین: ۱/ ۵۲۰ ۸ تعظیم قدر الصلوٰۃ: ۱/ ۱۸۸

وسوسہ کی وجہ سے بگڑتا ہے تو اعضا وجوارح کی عبودیت بھی خراب ہوتی ہے۔ دل کی حیثیت ایک بادشاہ کی ہے اور اعضا وجوارح اس کے لشکری اور فوجی ہیں اور ہمہ وقت اس کے حکم کے پابند ہیں۔ جب بادشاہ معزول ہوجائے گا، یعنی دل اپنی عبودیت کھو بیٹھے گا تو اس کے فوجی یعنی اعضا وجوارح بھی ضائع ہوجائیں گے......!!

خشوع کو بہ تکلف ظاہر کرنا

بہ تکلف خشوع کو ظاہر کرنا ممنوع ہے، اس لئے کہ یہ اخلاص کے منافی ہے۔

◉ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: ''خشوعِ نفاق سے بچو......'' پوچھا گیا: خشوعِ نفاق کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا:

''خشوع نفاق یہ ہے کہ بدن پر تو خشوع کے اثرات ہوں، لیکن دل خشوع سے خالی ہو۔''

◉ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا:

''یہ مکروہ ہے کہ آدمی اس سے زیادہ خشوع ظاہر کرے جتنا اس کے دل میں ہے۔''

کسی عالم نے کسی کو کندھا لٹکائے اور بدن جھکائے نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا:

''خشوع یہاں ہے اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہاں نہیں ہے اور اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔''⑨

◉ علامہ ابن قیمؒ خشوعِ نفاق اور خشوعِ ایمان کے درمیان فرق کی وضاحت

---

⑨ مدارج السالکین : ۱/ ۵۲۱

کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''خشوعِ ایمان یہ ہے کہ دل اللہ کے لئے تعظیم وتوقیر اور خوف وحیا کے ساتھ جھک جائے اور شرم وخشیت اور حیا ومحبت اور اللہ کی بے پناہ نعمت کے احساس سے بالکل ٹوٹ پھوٹ جائے، اس وقت لازماً جو خشوع حاصل ہوگا، اعضاء وجوارح اس کی اتباع کریں گے۔

اس کے برخلاف خشوعِ نفاق اسے کہتے ہیں کہ اعضاء وجوارح پر اسے بہ تکلف ظاہر کیا جائے حالانکہ دل خشوع سے خالی ہو۔''

◉ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خشوعِ نفاق سے پناہ مانگتے تھے، ان سے پوچھا گیا: خشوعِ نفاق کیا ہے؟

''فرمایا: خشوعِ نفاق یہ ہے کہ بدن پر خشوع کا لباس ہو اور دل خشوع سے عاری ہو۔ مختصر یہ کہ 'خاشع للہ' اللہ کا وہ بندہ ہے جس کی خواہشات کی آگ بجھ چکی ہو اور اس کا دھواں تک ختم ہو چکا ہو، سینے میں اللہ کی عظمت کا نور جگمگا رہا ہو، اور اللہ کے خوف و وقار نے اس کی تمام خواہشات کو مردہ اور اعضاء و جوارح کو بے جان اور ڈھیلا کردیا ہو۔ دل اللہ کی جناب سے وابستہ ہو اور اس پر سکینت کا نزول ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ کے سامنے بالکل بجھا بجھا سا ہو اور دل خشوع و اطمینان سے اس طرح بھر گیا ہو جس طرح نچلی زمین پانی سے بھر جاتی ہے۔

اس خشوع کی علامت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے حضور اس کی تعظیم اور عاجزی و انکساری سے بھرپور ایسا سجدہ کرے کہ جب تک اپنے ربّ کو دل کی آنکھوں سے دیکھ نہ لے اور اس سے ملاقات نہ کرلے، سجدہ سے اپنا سر ہی نہ اُٹھائے، یہ ہے خشوعِ ایمان......!

اس کے بالمقابل خشوعِ نفاق یہ ہے کہ بندہ لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے اعضاء وجوارح کو کسی طرح ساکن اور بے حس ظاہر کرے، لیکن اندر نفسانی خواہشات اور ارادے جوان اور تروتازہ ہوں۔ایسا شخص بظاہر اگرچہ خشوع والا نظر آتا ہے، لیکن بباطن وادی کا سانپ اور جنگل کا شیر ہے جو چھپا شکار کی تاک میں رہتا ہے۔''[10]

نماز میں خشوع صرف ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو دل کو اس کے لئے فارغ کرتے ہیں، تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر اس میں مشغول ہوتے ہیں اور دیگر تمام چیزوں پر اسے ترجیح دیتے ہیں۔ اس وقت ان کے لئے نماز باعث سکون وراحت اور آنکھ کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«جُعِلت قرّة عيني في الصلاة»[11]

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور صالح بندوں کے اَوصاف کے بیان میں خاشعین اور خاشعات کا بھی ذکر کیا ہے اور اُنہیں یہ بشارت دی ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور اجرعظیم تیار ہے۔[12]

جب انسان کو خشوع حاصل ہوتا ہے تو نماز اس کے لئے آسان اور ہلکی ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

---

⑩ كتاب الروح ص ٣١٤، ط دار الفكر، الاردن

⑪ سنن الكبرىٰ للبيهقي: ٧/ ٧٨، السلسلة الصحيحة :٣٢٩١

⑫ سورة الأحزاب : ٣٥

وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرۃ:۴۵)

''اور صبر وصلوٰۃ کے ذریعے مدد حاصل کرو، بیشک وہ بھاری ہے مگر خاشعین پر۔''

یعنی نماز کی مشقت خاشعین کے علاوہ دوسرے کے لئے بوجھ ہے۔[۱۳]

خشوع ایک ایسی عظیم الشان اور نازک کیفیت کا نام ہے جو بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے اور بہت جلد جاتی رہتی ہے۔ خاص طور پر آج کے زمانہ میں اس کا وجود بڑا کمیاب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «أول شيئ يرفع من هذه الأمة الخشوع حتى لا ترٰى فيها خاشعًا»[۱۴]

''اس امت سے سب سے پہلے خشوع رخصت ہوگا یہاں تک کہ تجھے اس میں خشوع والا کوئی نظر نہ آئے گا۔''

اسلاف میں سے ایک کا قول ہے کہ

''نماز کی مثال ایک باندی کی ہے جو ملک الملوک کو ہدیہ دی جاتی ہے، تو کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اسے لولی لنگڑی، اندھی کانی، ہاتھ پیر کٹی، بیمار بدصورت خون آلود بلکہ مری ہوئی بے جان لونڈی ہدیہ دے۔ پس اس طرح کی نماز اگر کوئی اللہ کے پاس بھیجے اور اس سے اللہ کا تقرب چاہے تو اللہ اس کے ساتھ کیا کرے گا؟ بیشک اللہ تعالیٰ طیب ہے وہ طیب و پاکیزہ اور عمدہ و نفیس چیزیں ہی قبول کرتا ہے۔ جس طرح مرے ہوئے غلام کو آزاد کرنا عمل طیب اور نفیس نہیں اسی طرح روح سے خالی نماز بھی عمدہ وطیب نہیں ہوسکتی۔''[۱۵]

---

[۱۳] تفسير ابن كثير :١/ ١٢٥

[۱۴] صحيح الترغيب:٥٤٣

[۱۵] مدارج السالكين :١/ ٥٢٦

حکم خشوع

راجح قول یہ ہے کہ نماز میں خشوع واجب ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ غیر خاشعین کی مذمت پر دلالت کرتا ہے اور شریعت میں مذمت 'واجب' کے ترک یا حرام کے ارتکاب پر ہی ہوتی ہے، جب غیر خاشعین کی مذمت آ گئی تو ثابت ہوا کہ خشوع واجب ہے۔''

خشوع کے وجوب پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ * الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ * وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ * وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ * وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ * إِلَّا عَلٰٓى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمٰنُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ * فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ * وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ * وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ * أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ * الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ ⑯

''وہ ایمان والے نجات یاب ہیں جو اپنی نماز میں (خشوع) عاجزی اختیار کرتے ہیں جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں کے اور ملکیت کی

⑯ سورة المؤمنون: ١ تا ١١

لونڈیوں کے، یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں، وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، وہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے جس کا مقتضی یہ ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ جنت الفردوس کے وارث نہیں ہوں گے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ نماز میں خشوع واجب ہے اور خشوع ؛ سکون، اطمینان، خضوع، تذلل اور عاجزی وانکساری کو شامل ہے تو جو نمازی کوے کی طرح ٹھونگے مارے گا، سکون سے سجدہ نہیں کرے گا، سیدھا کھڑا نہ ہوگا، وہ اپنے رکوع وسجود میں خشوع کرنے والا نہیں ہوگا، اور جو خشوع نہیں کرے گا، وہ گنہگار اور نافرمان ہوگا۔

◉ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی تارکِ خشوع کو تنبیہ کی ہے حتیٰ کہ اس شخص کو جو نماز میں اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے، اس بات سے ڈرایا ہے کہ کہیں اس کی آنکھ اُچک نہ لی جائے۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ خشوع واجب ہے، اور آنکھ کو آسمان کی طرف اُٹھانا اور اسے ادھر ادھر گھمانا خشوع کے منافی اور خشوع کرنے والے کی حالت کے خلاف ہے۔

◉ خشوع کی فضیلت اور اس کو ترک کرنے کی مذمت کے متعلق نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

«خمس صلوات افترضهن الله تعالىٰ، من أَحَسَنَ وضوئهن وصلّاهن لوقتهن وأتمَّ ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفر له، ومن لم يفعلْ فليس له على الله عهد، إن شاء غفرله وإن شاء عذّبه» ⑰

''پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں جو ان کے لئے اچھی طرح سے وضو کرے اور انہیں وقت پر ادا کرے اور ان کے رکوع وخشوع کو پورا کرے تو اللہ کا یہ عہد ہے کہ وہ اسے معاف کردے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا، اس کیلئے اللہ کا کوئی عہد نہیں ہے، اگر چاہے تو اسے معاف کردے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔''

◉ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کی یہ حدیث بھی ہے کہ

«من توضأ فأحسن الوضوء ثم صلى ركعتين يقبل عليهما بقلبه ووجهه [لايحدّث فيهما نفسه غفرله ماتقدم من ذنبه] وجبت له الجنة» ⑱

''جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے اور دو رکعت نماز دل اور چہرہ سے پوری طرح متوجہ ہوکر پڑھے۔ (ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں میں اپنے آپ سے بھی گفتگو نہ کرے تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں) اور اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔''

---

⑰ صحيح سنن أبي داود للألباني: رقم ٤١٠

⑱ صحيح البخاري: ١٥٩، سنن النسائي :١٥١

اَسبابِ خشوع

اسبابِ خشوع دو طرح کے ہیں :

اوّل: وہ اسباب جو خشوع پیدا کرتے اور اُنہیں تقویت پہنچاتے ہیں۔

دوم: وہ اسباب جو خشوع کو کمزور یا ختم کرنے والے ہیں اور خشوع کو برقرار رکھنے کے لئے ان کا ازالہ ضروری ہے۔ اور ہم نے اس کتاب میں دونوں طرح کے اسباب کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے انہی اسبابِ خشوع کو اس طرح بیان کیا ہے کہ خشوع میں مدد کرنے والی دو چیزیں ہیں:

قوة المقتضي / ضعف الشاغل

یا زوال العـــــارض

قوة المقتضي : یہ ہے کہ بندہ نماز میں جو کچھ کہے اور کرے، اسے سمجھنے اور ذکر و دعا اور قراءت میں تدبر کرنے کی کوشش کرے اور یہ محسوس کرے کہ وہ اللہ سے سرگوشی کر رہا ہے اور اسے دیکھ رہا ہے، اس لئے کہ نمازی جب نماز میں ہوتا ہے تو اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ ''تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' حدیث میں مذکور اس کیفیت کو 'احسان' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بندہ جب اس طرح نماز پڑھتا ہے تو نماز کی لذت پاتا ہے اور پھر اس کی قوتِ ایمان کے اعتبار سے اس کا کھچاؤ نماز کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

اور اسی لئے نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: «حُبِّب إلَيَّ من دنياكم : النساء والطيب وجُعلت قرة عيني في الصلوٰة» ⑲

''میرے لئے دنیا کی دو چیزیں محبوب بنا دی گئیں: عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«أرحنا بالصلوٰة يا بلال» ⑳

''اے بلال! ہمیں نماز کے ذریعہ راحت پہنچاؤ۔''

زوال العارض: یہ ہے کہ بندہ نماز سے غافل کرنے والی خواہشات اور لایعنی افکار کو دفع کرنے کی کوشش کرے جو کہ تمام انسانوں میں کم وبیش موجود رہتے ہیں۔ جس شخص کے اندر شہوت اور شبہات زیادہ ہوتے ہیں، جس کا دل محبوبات کے حصول کی خواہش اور مکروہات کو دور کرنے کی فکر میں جتنا زیادہ مشغول رہتا ہے، وسوسے بھی اسی تناسب سے اس کے دل میں پائے جاتے ہیں۔

پہلی قسم

اسی تقسیم کو بنیاد بناتے ہوئے ذیل میں اسبابِ خشوع کی پہلی قسم پیش کی جاتی ہے، یعنی ان اسباب کو بیان کیا جاتا ہے جو خشوع پیدا کرتے اور اسے مضبوط بناتے ہیں اور یہ بہت ہیں، اور آئندہ باب میں ان دوسری قسم کے اسباب جو خشوع کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں، کو ذکر کیا جائے گا۔

---

⑲ صحيح سنن النسائي : ٣٦٨٠

⑳ صحيح سنن أبي داود : ٤١٧١

باب دوم
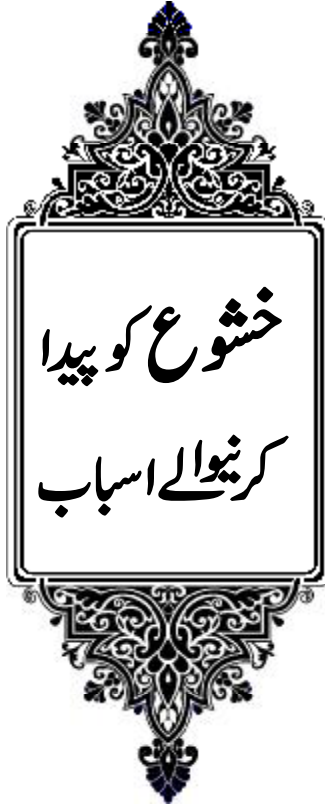
ایسے اسباب کا تذکرہ

جو خشوع کو پیدا کرتے

اور اسے پختہ کرتے ہیں

① نماز کا اہتمام اور مکمل تیاری

⦿ نماز کی مکمل تیاری اور اس کا بھرپور اہتمام یہ ہے کہ بندہ کلماتِ اذان کا جواب دے اور اذان کے بعد مشروع دُعا پڑھے جو یہ ہے:

«اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّہٗ» ①

''اے اللہ! اس کامل دعوت اور ہمیشہ باقی رہنے والی نماز کے ربّ، محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت دے اور اُنہیں مقامِ محمود میں پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔''

⦿ نماز کا اہتمام یہ بھی ہے کہ بندہ اذان واقامت کے درمیان دُعا کے لئے وقت نکالے۔ بسم اللہ پڑھ کر اچھی طرح وضو کرے اور وضو کے بعد مسنون دعا پڑھے، جو یہ ہے:

«أَشْھَدُ أَنْ لاَّ إِلٰـہَ إِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ»

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والا اور پاک صاف رہنے والا بنا۔''②

⦿ نماز کا اہتمام یہ بھی ہے کہ نماز میں مسواک کا خاص خیال رکھے تا کہ جس

① صحیح البخاري: ٦١٤ ② صحیح سنن الترمذي: ٤٨

منہ سے قرآن پاک کی تلاوت کرنی ہے، وہ بالکل پاک وصاف ہوجائے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: «طَهِّروا أفواهكم للقرآن»③

''اپنے مونہوں کو قرآن کریم (کی تلاوت) کے لیے پاکیزہ کیا کرو۔''

◉ نماز کا اہتمام یہ بھی ہے کہ انسان صاف شفاف اچھے اور عمدہ کپڑے پہن کر مسجد جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُوا۟ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾④

''اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔''

بے شک اللہ ربّ العالمین زینت کا سب سے زیادہ مستحق ہے، اس لئے نمازی کو چاہئے کہ مسجد میں آنے کے لئے اچھا کپڑا زیب تن کرے، جو بہترین خوشبوؤں سے بسا ہو، تاکہ پہننے والے کو ایک طرح کی قلبی راحت کا احساس ہو۔ سونے اور کام کرنے کے کپڑے پہن کر مسجد میں آنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

◉ اسی طرح ستر پوشی، جگہ کی پاکیزگی، نماز کے لئے پہلے سے حاضری، مسجد کی طرف سکون ووقار سے روانگی، اُنگلیوں کو آپس میں اُلجھانے سے اجتناب، نماز کا انتظار، صفوں کی درستگی اور صفوں کے درمیان کسی فاصلہ اور کشادگی کے بغیر صف بندی بھی نماز کے اہتمام میں شامل ہے۔ اس لئے کہ صفوں کے درمیان جب فاصلے ہوتے ہیں، نمازی حضرات مل کر نہیں کھڑے ہوتے تو شیاطین ان خالی جگہوں میں گھس کر خلل اندازی کرتے ہیں۔⑤

---

③السلسلة الصحيحة :١٢١٣ ④ الأعراف :٣١ ⑤صحيح سنن أبي داود:٦٢١

② نماز میں سکون واطمینان

نبی ﷺ اتنے اطمینان سے نماز پڑھتے تھے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی تھی۔[۶]

◉ جلد بازی کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو آپ ؐ نے سکون واطمینان کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

«لا تَتِمّ صلوة أحدكم حتى يفعل ذلك»[۷]

''اس سکون واطمینان کے بغیر تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوسکتی۔''

◉ حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«أسوأ الناس سرقة الذي يسرق من صلوٰته» قالوا: يارسول الله! كيف يسرق صلاته قال:«لا يتم ركوعها ولا سجودها»[۸]

''سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔صحابہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے؟ فرمایا:اس طرح کہ نماز میں رکوع وسجود پورا نہ کرے۔''

◉ حضرت ابوعبداللہ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مثل الذي لا يتم ركوعه وينقر في سجوده مثل الجائع يأكل التمرة والتمرتين ، لايغنيان عنه شيئا»[۹]

''جو نمازی رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدوں میں چونچ مارتا ہے، اس کی مثال اس بھوکے کی ہے جو ایک دو کھجور ہی کھائے۔(ظاہر ہے) یہ اسے بھوک سے راحت

---

⑥ صحيح البخاري : ۸۲۸ ⑦ صحيح سنن أبي داود :۷٦٤

⑧ مسند أحمد بن حنبل: ٥/ ٣١٠ ، صحيح الجامع للشيخ الألباني : ٩٨٦

⑨ صحيح الترغيب والترهيب: رقم ٥٢٩

نہیں دیں گی۔‘‘

یہ ناممکن ہے کہ انسان اطمینان سے نماز ادا نہ کرے اور اس کی نماز میں خشوع پیدا ہوجائے، اس لئے کہ جلد بازی خشوع کو اُڑا دیتی ہے اور کوے کی طرح چونچ بازی ثواب کو مٹا دیتی ہے۔

③ نماز میں موت کی یاد

◉ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

« اذكر الموت في صلوتك فإن الرجل إذا ذكر الموت في صلاته لحري أن يحسن صلاته، وصلِّ صلوٰة رجل لا يظن أنه يصلي غيرها» ⑩

’’اپنی نماز میں موت کو یاد کرو، اس لئے کہ آدمی جب اپنی نماز میں موت کو یاد کرے گا تو نماز اچھی طرح پڑھے گا، اور اس آدمی کی سی نماز پڑھو جسے یہ اُمید نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نماز بھی پڑھ سکے گا۔‘‘

◉ اسی مفہوم کی نبی ﷺ کی یہ وصیت بھی ہے جو آپ نے حضرت ابوایوبؓ کو فرمائی تھی کہ «وإذا قُمتَ في صلاتك فصَلِّ صلاة مُودّع» ⑪

’’جب تم نماز میں کھڑے ہوتو (دنیا سے) رخصت ہونیوالے کی نماز پڑھو۔‘‘

یعنی اس نمازی کی طرح نماز پڑھو جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسری نماز کبھی نہیں پڑھ سکے گا۔

---

⑩ السلسلة الصحيحة :١٤٢١

⑪ مسند أحمد :٥/ ٤١٢، صحيح الجامع :٧٥٥

جب ہر نمازی کو ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس کی کسی نہ کسی نماز کو آخری نماز ہونا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی ہر نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے، اس لئے کہ اسے کیا خبر، ممکن ہے اس کی یہی نماز آخری نماز بن جائے!!

④ آیات واذکار میں غور وفکر اور ان کے ساتھ عملی یگانگت

قرآن کریم غور وفکر کے لئے نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ﴾[۱۲]

''ہم نے آپ پر ایک مبارک کتاب نازل کی ہے تا کہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور عقل والے نصیحت حاصل کریں۔''

یہ تدبر انسان اسی وقت کرسکتا ہے جب اس کے پاس معانی قرآن کا علم ہو اور نماز میں پڑھی جانے والی آیات میں جب بھی وہ غور کرے گا، ان سے متاثر ہوگا اور آنکھیں بھی اشک بار اور اثر پذیر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴾[۱۳]

''اور (نیک) وہ لوگ ہیں کہ جب اُنہیں ان کے ربّ کی آیات سے سمجھایا جائے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے ہوکر نہیں گرتے۔''

ان آیات سے ترجمہ وتفسیر قرآن سیکھنے کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے، ابن جریرؒ فرماتے ہیں:

---

⑫ سورة ص :۲۹ ⑬ سورة الفرقان : ۷۳

''مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو قرآن پڑھتا ہے، لیکن اس کی تفسیر نہیں جانتا۔ وہ اس کی قراءت سے کیسے لطف اندوز ہوگا۔''⑭

تدبرِ آیات میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے کہ بعض کو بار بار دہرایا جائے اور اس کے معنی میں بار بار غور کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ بھی ایسا کرتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ

''نبی کریم ﷺ ایک رات نماز میں کھڑے ہوئے اور ایک آیت کو بار بار دہراتے رہے، دہراتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، آیتِ کریمہ یہ تھی: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اگر تو انہیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں معاف کردے تو بیشک تو عزت وحکمت والا ہے۔''⑮

☜ تدبر فی القرآن میں اس امر سے بھی بہت مدد ملتی ہے کہ انسان جو پڑھ رہا ہو، اس کے مطابق ہی اپنا عمل بھی کرے، جیسا کہ حذیفہؓ سے مروی ہے کہ

''میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی، وہ آیات کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تو تسبیح کرتے تھے، جب آیت سوال سے گزرتے تو سوال کرتے تھے، جب آیتِ تعوذ سے گزرتے تو پناہ مانگتے تھے۔''⑯

◉ ایک روایت میں ہے کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی، آپ جب آیتِ رحمت سے گزرتے تو سوال کرتے، آیتِ عذاب پر

⑭ محمود شاکر: مقدمہ تفسیر طبری :۱/ ۱۰ ⑮ تفسیر ابن کثیر:۲/ ۱۲۲
⑯ صحیح مسلم:۷۷۲

پہنچتے تو پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت پر آتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو اللہ کی پاکی بیان کرتے۔[17] یہ حدیث قیام اللیل کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔

◉ صحابیِ رسول حضرت قتادہ بن نعمانؓ ایک رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قراءت میں ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ سے آگے نہیں بڑھے، بار بار اسی کو دہراتے رہے۔[18]

◉ حضرت سعید بن عبید الطائی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کو رمضان میں امامت کرتے ہوئے ان آیات کو بار بار دہراتے سنا:

﴿ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ * إِذِ الأَغْلَالُ فِيٓ أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُوْنَ * فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴾[19]

''پس عنقریب وہ جان لیں گے جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی، گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے اور پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔''

◉ اور حضرت قاسمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیرؒ کو ایک رات نماز پڑھتے دیکھا، اُنہوں نے اس آیت کو بیس سے زائد مرتبہ دہرایا:

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾

''اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور پھر ہر جان کو

---

[17] تعظيم قدر الصلوٰة :١/ ٣٢٧

[18] صحيح البخاري :٥٠١٣ ، فتح الباري :٩/ ٥٩

[19] الغافر:٧٠، ٧٢

اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے۔''[20]

◉ بنوقیس کے ایک بزرگ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک رات حضرت حسن بصریؒ کے پاس گزاری۔ وہ رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور سحر تک اس ایک آیت کو دہراتے رہے: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾[21] ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہیں کرسکو گے۔'' صبح میں نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ رات آپ اس آیت سے آگے نہیں بڑھے تو فرمایا:

''میں اس میں عبرت کا سامان دیکھتا ہوں، میری پلک نہیں جھپکتی اور نہ وہ کھلتی ہے مگر مجھ پر اس کی کوئی نہ کوئی نعمت نازل ہوجاتی ہے اور اللہ کی جن نعمتوں کا مجھے علم نہیں وہ ان ظاہری نعمتوں سے کہیں زیادہ ہیں۔''

◉ ہارون بن رباب اُسیدیؒ رات تہجد کے لئے کھڑے ہوتے اور بسا اوقات اس آیت کو صبح تک دہراتے رہتے اور روتے رہتے: ﴿فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[22]

''پس کہیں گے: کاش ہم لوٹا دیے جائیں اور اپنے ربّ کی آیات کی تکذیب نہ کریں اور ایماندار بنیں۔''

اسی طرح قرآن کے حفظ اور ارکانِ صلوٰۃ کی مختلف ومتنوع دعاؤں کو یاد کرنے سے بھی تدبر میں مدد ملتی ہے جب کہ نمازی ان سب کو نماز میں پڑھے، سمجھے اور ان میں غور وفکر کرے۔

☜ بلا شبہ یہ تمام اعمال، یعنی آیات واذکار کا تکرار اور ان میں تدبر وتفکر اور

---

[20] البقرة:٢٨١ [21] إبراهيم:٣٤ [22] الأنعام:٢٧

عملی تاثر خشوع میں اضافہ کرنے والے بڑے اور اہم اسباب میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾[۴۳]

''اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور ان کا خشوع زیادہ ہوجاتا ہے۔''

☜ ذیل میں ایک ایسا واقعہ تحریر کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کے تدبر اور خشوع کا ذکر بھی ہے اور تفکر فی الآیات کے وجوب کا بیان بھی:

''حضرت عطاؒ سے روایت ہے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس گیا، تو ابن عمیر نے ان سے گزارش کی کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ عجیب چیز بیان کیجئے، جس کا آپؓ نے مشاہدہ کیا ہے، وہ آب دیدہ ہوگئیں اور روتے ہوئے گویا ہوئیں:

ایک رات آپ ﷺ اُٹھے اور فرمایا: اے عائشہؓ! مجھے چھوڑ دو، میں اپنے ربّ کی عبادت کرلوں، تو میں نے کہا: واللہ! مجھے آپ کی مسرتؐ وقربت عزیز ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے، طہارت حاصل کی اور پھر نماز شروع کی اور اس میں اتنا روئے کہ گردن بھیگ گئی، پھر بھی برابر روتے رہے، یہاں تک کہ زمین تر ہوگئی اور حضرت بلالؓ آپؐ کو نماز کی خبر دینے آئے، آپؐ کو روتا دیکھ کر بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ روتے ہیں، حالانکہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[۴۳] بني أسرائيل: ١٠٩

«أفلا أكون عبدًا شكورًا. لقد نزلت عليَّ الليلة آيات، ويل لمن قرأها ولم يتفكر فيها: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ... الآية﴾»

''کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں، جو اُنہیں پڑھے اور ان میں غور نہ کرے، اس کے لئے ہلاکت ہے (اور وہ آیات یہ ہیں:) ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ ... الآيـة﴾ [۲۴]

☜ آیات کے ساتھ ہم آہنگی یہ بھی ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہی جائے، اس کا بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إذا أمّن الإمام فأمِّنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفرله ماتقدّم من ذنبه» [۲۵]

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے ہم آہنگ ہوگئی، اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔''

⦿ اسی طرح امام کے ساتھ **سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** کا جواب دینا بھی اذکار کے ساتھ ہم آہنگی ویگانگت میں سے ہے، امام کے **سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** کہنے کے بعد مقتدی رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے گا اور اس کا بھی بڑا اجر ہے۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقیؓ سے روایت ہے کہ

''ایک روز ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کررہے تھے، جب آپؐ نے رکوع سے سرمبارک اُٹھایا تو **سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** کہا۔ آپؐ کے پیچھے ایک

---

[۲۴] السلسلة الصحيحة:٦٨ [۲۵] صحيح البخاري : ٧٨٠

شخص نے "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ" کہا۔ یعنی ''اے ہمارے ربّ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، بہت زیادہ، پاکیزہ اور مبارک تعریفیں''، جب آپؐ نے نماز ختم کی اور سلام پھیرا تو پوچھا: یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ اس شخص نے جواب دیا: (اللہ کے رسولؐ) میں نے کہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

''میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا، ہر ایک اس کی طرف تیزی سے دوڑ رہا تھا تا کہ اس کا سب سے پہلا کاتب وہ بن جائے۔''[۲۶]

⑤ ایک ایک آیت کی الگ الگ قراءت

اس سے بھی آیات کو سمجھنے اور ان میں غور وفکر کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کی سنت بھی ہے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ سے آپؐ کی قراءت اس طرح مروی ہے: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [ایک روایت میں ہے کہ اس پر رکتے اور] پھر کہتے: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رکتے اور پھر کہتے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [ایک روایت میں ہے کہ رکتے اور] پھر کہتے: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ . ایک ایک آیت کو الگ الگ کر کے پڑھتے۔[۲۷]

⑥ قراءت میں ترتیل اور خوش الحانی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾ (المُزّمّل:۴)

---

[۲۶] صحيح البخاري: ۷۹۹

[۲۷] صحيح سنن أبي داود: ۳۳۷۹ ، صحيح سنن الترمذي: ۲۳۳۶

''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔''

اور نبی کریم ﷺ کی قراءت سے ایک ایک حرف صاف واضح ہوجاتا تھا:

''وقراءة مفسَّرةً حرفًا حرفًا'' [۲۸] ''وكان يقرأ بالسورة فيرتلها حتى تكون أطول من أطول منها'' [۲۹]

''اور نبی ﷺ جب کسی سورت کو پڑھتے تو ترتیل کرتے، یہاں تک کہ وہ اپنے سے زیادہ لمبی سورتوں سے بھی لمبی ہوجاتی۔''

اس ترتیل اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے تدبر وتفکر اور خشوع میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ جلد بازی اور عجلت کی قراءت سے نہیں ہوسکتا۔

☜ خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنے اور اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے سے بھی خشوع میں مدد ملتی ہے، جیسا کہ کئی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے:

◉ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے: زيّنوا القرآن بأصواتكم فإن الصوت الحسن يزيد القرآن حُسنا» [۳۰]

''قرآن کو اپنی آواز سے زینت دو، بے شک اچھی آواز سے قرآن کا حسن بڑھتا ہے۔''

◉ تحسینِ صوت اور خوش الحانی کا مقصد آواز کی غیر ضروری کھینچ تان یا اہل فسق کے لحن وطرز اور لہجہ کی نقالی نہیں ہے بلکہ غم آمیز اچھی آواز کی قراءت ہے

---

[۲۸] مسند أحمد :٦/ ٢٩٤ ، صفة صلاة النبي للألباني : ص ١٠٥

[۲۹] صحيح مسلم :٧٣٣

[۳۰] صحيح الجامع للشيخ محمد ناصر الدين الألباني:٣٥٨١

جیسا کہ آپؐ سے حدیث میں منقول ہے: «إن من أحسن الناس صوتًا بالقرآن الذي إذا سمعتموه يقرأ حسبتموه يخشى الله» [۳۱]

''اچھی آواز والا قاری وہ ہے کہ جب اس کی قراءت سنو تو معلوم ہو کہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔''

⑦ نماز میں باری تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے کا احساس و اِدراک

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ

''میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کرلیا ہے اور نماز میں میرے بندے نے جو کچھ مانگا، اس کے لئے حاضر ہے۔

نما زمیں جب بندہ اَلْحَمْدُ لله رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی، جب وہ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تمجید وتعظیم کی اور جب وہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے نے جو طلب کیا، اس کے لئے حاضر ہے۔

اور پھر جب وہ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ * صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ

---

[۳۱] صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۱۰۱

فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لئے ہیں اور میرے بندے نے جو کچھ مطالبے کیئے، سب اس کے لئے تیار اور مہیا ہیں۔“ (۳۲)

یہ حدیث بڑی عظیم الشان اور جلیل القدر ہے، اگر اسے ہر نمازی یاد رکھے تو یقیناً اسے کافی خشوع حاصل ہو اور اس سورۂ فاتحہ کا اپنے اوپر بڑا گہرا اثر پائے، کیونکہ اس سے اسے یہ احساس ہوگا کہ وہ اپنے ربّ سے مخاطب ہے اور وہ اس کے مطالبات کو پورا کر رہا ہے اور اس کے سوالات کا جواب دے رہا ہے۔

اس تخاطب کی تعظیم و توقیر اور قدر شناسی ضروری ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: «إن أحدكم إذا قام يصلي قائما يناجي ربه فلينظر كيف يناجيه» (۳۳)

”بے شک تم میں سے ہر ایک جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے، پس اسے سوچنا چاہیئے کہ اس سے کس طرح سرگوشی کرے۔“

⑧ سترہ کا اہتمام اور اس سے قریب ہو کر نماز کی ادائیگی

نماز میں خشوع کے حصول میں جن چیزوں سے مدد ملتی ہے، ان میں سترہ کا اہتمام اور اس سے قریب ہو کر نماز کی ادائیگی بھی ہے، اس سے نمازی کی نظر وہیں پر رُک جاتی ہے، شیطان سے اس کی حفاظت ہوتی ہے اور سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا امکان بھی بہت کم یا بالکل ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ دوسروں کے گزرنے

---

(۳۲) صحيح مسلم :٣٩٥

(۳۳) مستدرك حاكم :١/ ٢٣٦ ، صحيح الجامع :١٥٣٨

سے نماز میں تشویش اور اجر میں کمی ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«إذا صلّى أحدكم فَلْيُصَلِّ إلى سترة ولْيَدْنُ منها»[۳۴]

''تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو سترہ کی طرف رخ کر کے اور اس سے قریب ہو کر پڑھے۔''

⦿ سترہ سے قریب ہو کر نماز پڑھنے کا بڑا فائدہ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«إذا صلّى أحدكم إلى سترة فليدن منها لا يقطع الشيطان عليه صلوته»[۳۵]

''تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو سترہ کی طرف رخ کر کے اور اس سے قریب ہو کر پڑھے، اس سے شیطان اس کی نماز قطع نہیں کرتا۔''

⦿ سترہ سے قریب ہونے میں سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ اور سترہ و مقامِ سجدہ کے مابین ایک بکری کے گزرنے بھر جگہ ہو، جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔[۳۶]

⦿ نمازی کے لئے نبی کریم ﷺ کی یہ نصیحت بھی ہے کہ کسی کو اپنے اور اپنے سترہ کے درمیان سے گزرنے نہ دے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

«إذا كان أحدكم يصلي فلا يدع أحدًا يمر بين يديه [وليدرأه ما استطاع] فإن أبىٰ فليقاتله فإن معه القرين»[۳۷]

---

[۳۴] صحیح سنن أبي داود: ٦٣٦ [۳۵] أيضًا: رقم ٦٤٣

[۳۶] صحيح البخاري: ٤٩٦، ٥٠٦

[۳۷] صحيح مسلم: ٥٠٦ وصحيح الجامع: ٧٥٥

''تم میں سے کوئی جب نماز پڑھے تو کسی کو اپنے آگے سے گزرنے نہ دے اسے روکنے کی پوری کوشش کرے، اگر نہ مانے تو اس سے لڑے اس لئے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ''سترہ کا فلسفہ یہ ہے کہ نگاہ وہیں تک محدود رہے آگے نہ بڑھے، لوگ نمازی کے آگے سے نہ گزریں، نیز یہ سترہ شیطان کو بھی گزرنے، چھیڑ چھاڑ اور نماز کو خراب کرنے سے روکتا ہے۔''[۳۸]

⑨ بائیں پر دایاں ہاتھ رکھ کر اُنہیں سینہ پر باندھنا

بلاشبہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو سینہ پر رکھتے تھے۔[۳۹] نیز آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

«إنا معشر الأنبياء أُمِرنا...أن نضع أيماننا على شمائلنا في الصلوة»[۴۰] ''بے شک ہم انبیا کی جماعت کو حکم ہے کہ ہم نماز میں اپنے داہنے ہاتھوں کو اپنے بائیں ہاتھوں پر رکھیں۔''

◉ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ حالتِ قیام میں ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا:

---

[۳۸] شرح صحيح مسلم للنووي :٤/ ٢١٦

[۳۹] صحيح سنن أبي داود : ٦٨٧

[۴۰] مجمع الزوائد :٢/ ١٠٥ اور ہیثمیؒ نے کہا کہ

''اسے طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔''

''یہ العزیز (عزت والے اور زبردست) کے آگے اپنی کمزوری و بے بسی، عاجزی وانکساری اور ذلت وپستی کا اظہار ہے۔''[41]

◉ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

''علما نے کہا کہ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ ایک ذلیل مانگنے والے کی سی ہیئت ہے جو انسان کو عبث اور فضول سے بچاتی اور خشوع وخضوع تک پہنچاتی ہے۔''[42]

⑩ سجدہ کی جگہ پر نظر کو مرکوز رکھنا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے سر کو جھکا لیتے اور نظر کو زمین پر جما دیتے تھے۔[43] اور جب آپؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کی نگاہیں موضع سجود سے نہیں ہٹیں، یہاں تک کہ آپ وہاں سے نکل آئے۔[44]

☜ لیکن تشہد میں آپ ﷺ کی نظر اشارہ کرنے والی اُنگلی پر ہوتی تھی جسے آپؐ تشہد میں حرکت دیتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کے متعلق ہے:

"ويشير بأصبعه التي تلي الإبهام إلىٰ القبلة ويرمي ببصره إليها" [45]

وفي رواية "و أشار بالسبابة ولم يجاوز بصره إشارته"[46]

---

[41] الخشوع فی الصلوٰة لابن رجب: ص ۲۱ [42] فتح الباري:۲/ ۲۲٤

[43] صفة صلاة النبي للألباني : ص۸۹

[44] مستدرك حاكم :۱/ ٤۷۹ حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

[45] صفة صلاة النبي للألباني : ص۱٦۹

[46] مسند أحمد ٤/ ۳، صحيح سنن أبي داؤد :۸۷٤

''جب آپ تشہد کے لئے بیٹھتے تو انگوٹھے سے متصل انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کرتے اور اپنی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے سبابہ سے اشارہ کیا اور نگاہ اشارہ سے آگے نہیں بڑھی۔''

☜ یہاں بعض نمازیوں کے ذہن میں یہ سوال بھی آ سکتا ہے کہ نماز میں آنکھیں بند کرنے کا کیا حکم ہے جب کہ نمازی اسی میں زیادہ خشوع محسوس کرے؟

جواب: یہ کام نبیﷺ سے منقول سنتوں کے خلاف ہے جو کہ ابھی گزری ہیں۔ نیز آنکھ بند کرنے سے موضع سجود اور اشارہ والی اُنگلی کو دیکھنے کی سنت بھی فوت ہوجاتی ہے۔اس مسئلہ کی مزید تفصیل کیلئے علامہ ابن قیمؒ کی عبارت ملاحظہ ہو:

''یہ نبی کریمﷺ کا طریقہ نہیں ہے کہ نماز میں آنکھیں بند کرلی جائیں۔ بے شک یہ حدیث گزر چکی ہے کہ ① آپﷺ تشہد میں اپنی آنکھوں کو اُنگلی پر جما دیتے تھے اور آپؐ کی نگاہ اشارہ سے آگے نہیں بڑھتی تھی ...

اس کے دلائل میں یہ بھی ہے کہ ② آپﷺ نے صلوۃِ کسوف میں جنت کو دیکھا اور ہاتھ بڑھایا تا کہ اس کے خوشے حاصل کرلیں۔ اسی طرح ③ آپؐ نے حالتِ نماز میں دوزخ کو بھی دیکھا اور اس میں بلی والی عورت اور صاحب المِحجَن [۴۷] کو بھی دیکھا، اسی طرح ④ آپﷺ کا نماز میں آگے سے گزرنے والے چوپایہ اور ⑤ بچے و بچی کو گزرنے سے روکنا ⑥ اور صف کے سامنے آکر جھگڑا کرنے والی (بنی عبدالمطلب کی) دو بچیوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا۔ ⑦ اسی طرح حالتِ نماز میں سلام کرنے والوں کا اشارہ سے جواب

[۴۷] مِحجن یعنی عصا: یہ شخص اپنی لاٹھی کے ذریعہ حاجیوں کے سامان چراتا تھا۔

دینے کی حدیثیں، اس لئے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتے تھے اور اسے دیکھتے تھے۔ ⑧ اسی طرح حالتِ نماز میں شیطان کے سامنے آجانے والی حدیث جسے آپؐ نے پکڑ کر گلا گھونٹ دیا تھا، ان حدیثوں اور ان کے علاوہ ⑨ اور بھی حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نماز میں اپنی آنکھوں کو بند نہیں فرماتے تھے۔ البتہ فقہاے کرام کے ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے؛ امام احمدؒ وغیرہ اسے مکروہ کہتے ہیں اور اسے فعلِ یہود گردانتے ہیں، ایک جماعت اسے جائز سمجھتی ہے اور مکروہ اور ناپسندیدہ نہیں کہتی...

صحیح بات یہ ہے کہ آنکھ کھلی رکھنے سے خشوع میں خلل نہ ہو تو وہی افضل ہے اور اگر سامنے کی آرائش و زیبائش اور نقش و نگار کی وجہ سے آنکھ کھولنے سے خشوع میں خلل واقع ہو اور دل میں اضطراب ہو تو اس وقت آنکھ بند کرنا قطعاً مکروہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس وقت اس کا مستحب ہونا شریعت کے اُصول ومقاصد سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اس صورت میں بھی آنکھ بند کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ واللہ اعلم'' [۴۸]

اس بحث سے ظاہر ہے کہ نماز میں آنکھیں نہ بند کرنا ہی سنت ہے، اِلا یہ کہ خشوع کو ضرر اور خلل سے بچانے کے لئے انہیں بند کرنا ضروری ہو جائے۔

☜ مزید برآں یہ مسئلہ بھی بیشتر نمازیوں کی غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہے کہ تشہد میں انگشتِ شہادت کو حرکت دی جائے، کیونکہ نہ وہ اس کے عظیم فوائد سے واقف ہیں اور نہ خشوع پر اس کے اثرات سے باخبر ہیں۔ اس سلسلے میں

---

[۴۸] زاد المعاد: ۱/ ۲۹٤ ط. مؤسسة الرسالة

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «لهي أشد على الشيطان من الحديد» (۴۹)

"بے شک یہ شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے۔"

◉ اس روایت کے تحت فتح الرباني کے حاشیہ میں مرقوم ہے:

"یعنی نماز میں تشہد کے دوران اشارۃ بالسبابة شیطان پر لوہے کی مار سے بھی زیادہ شدید ہے، اس لئے کہ یہ اشارہ انسان کو اللہ کی وحدانیت اور عبادت میں اخلاص کی یاد دلاتا ہے جسے شیطان سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے، اللہ ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھے۔" آمین! (۵۰)

◉ إشارة بالسبابة کے اسی عظیم فائدہ کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی ایک دوسرے کو تلقین کرتے، اس کے حریص رہتے اور خود اپنے آپ سے اس کے لئے عہد و پیمان کرتے تھے لیکن آج ہم میں سے بہت سے لوگوں نے اسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے، بلاشبہ حدیثوں میں آیا ہے:

"كان أصحاب النبي ﷺ يأخذ بعضهم على بعض يعني الإشارة بالأصبع في الدعاء" (۵۱)

"نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ دعا میں اشارہ نہ کرنے پر ایک دوسرے کی گرفت کرتے تھے۔"

◉ إشارة بالسبابة میں سنت یہ ہے کہ تشہد کی حالت میں انگشتِ شہادت سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا جائے اور اسے حرکت دی جائے۔

---

(۴۹) مسند أحمد: ۲/ ۱۱۹، صفة صلاة النبي: ص ۱۷۱ 'حسن'

(۵۰) الفتح الرباني لترتيب مسند أحمد بن حنبل الشيباني للساعاتي: ٤/ ١٥

(۵۱) مصنف ابن أبي شيبة: ۲/ ٤٨٤ نیز دیکھئے: صفة صلاة النبي: ص ۷۱ 'حسن'

⑪ نماز میں آیات وسوَر اور اذکار وادعیہ کو بدل بدل کر پڑھنا

اذکار و آیات اور سور و ادعیہ میں تنوع پیدا کرنا اور اُنہیں بدل بدل کر پڑھنا بھی مسنون اور کمالِ خشوع کا سبب ہے۔ اس سے نئے نئے معانی و مضامین پر مشتمل آیات و اذکار نمازی کے سامنے آتے ہیں جن سے وہ محظوظ اور مستفید ہوتا ہے۔ لیکن جس نمازی کو چند گنی چنی اور چھوٹی چھوٹی سورتیں اور دعائیں ہی یاد ہوں، وہ اس فائدہ سے سرفراز نہیں ہوسکتا۔

☜ وہ مبارک سورتیں جنہیں نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں پڑھتے تھے، بہت زیادہ ہیں، جیسے طوالِ مفصل میں سے سورة الواقعة ، الطور اور قٓ وغیرہ، قصارِ مفصل میں سے إذا الشمس کوّرت ، الزلزلة اور معوذتین وغیرہ۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ نے سورة الروم ، یٰسین اور الصّٰفّٰت کو فجر میں پڑھا، جمعہ کے روز نمازِ فجر میں سورة السجدة اور سورة الدهر کی قراءت آپ ﷺ کا معمول تھا۔

◉ ظہر کی نماز میں آپ ﷺ دو رکعتوں میں تیس آیتوں کے قریب پڑھتے تھے۔ اس میں آپؐ سے سورة الطارق ، البروج اور واللیل إذا یغشیٰ کی قراءت ثابت ہے۔

◉ عصر کی نماز میں آپ ﷺ دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے لگ بھگ پڑھتے تھے اور نمازِ ظہر میں جن سورتوں کا ذکر ہوا ہے، عصر میں بھی آپؐ سے ان کی قراءت کا ثبوت ملتا ہے۔

◉ مغرب کی نماز میں آپ ﷺ قصار مفصل کو پڑھتے تھے، مثلاً والتین والزیتون وغیرہ۔ نیز مغرب میں سورۃ محمد، الطور اور المرسلات وغیرہ کی قراءت بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

◉ عشاء کی نماز میں اوساطِ مفصل کو پڑھتے تھے جیسے والشمس وضحٰها اور إذا السماء انشقت وغیرہ۔ معاذؓ کو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ نمازِ عشاء میں سورۃ الأعلیٰ، القلم اور واللیل إذا یغشیٰ وغیرہ کی قراءت کریں۔

◉ قیام اللیل میں آپ ﷺ اکثر لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپؐ دوسو آیات، ایک سو آیات اور پچاس آیات تک پڑھتے تھے، البتہ کبھی کبھی مختصر قراءت پر بھی اکتفا کرتے تھے۔

☜ اسی طرح جب ہم نبی کریم ﷺ کی نماز کی قراءتِ قرآن اور اذکار و ادعیہ پر غور کرتے ہیں تو اس تنوع کو آپؐ کے یہاں پوری طرح جلوہ گر پاتے ہیں، مثلاً استفتاح کی مندرجہ ذیل دعائیں آپ سے ثابت ہیں:

① **اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَاَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ**[۵۲]

''اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کردے جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان رکھی ہے۔ اے اللہ! تو میری خطاؤں

---

۵۲ صحيح البخاري: ٧٤٤

سے مجھے ایسا پاک و صاف کردے، جیسا سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک وصاف کیا جاتا ہے۔

اے اللہ! تو مجھ سے میری خطاؤں کو پانی و برف اور اولوں سے دھو دے۔''

② وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ[۵۳]

''میں نے اپنے چہرہ کو اس ذات کی طرف یکسو ہو کر پھیر لیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ربّ العٰلمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔''

③ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ[۵۴]

''اے اللہ! تو پاک ہے، تعریف تیرے لئے ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بلند ہے، اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''

ان کے علاوہ اور بھی دعائیں ہیں، نمازی کو چاہئے کہ ان دعاؤں کو بدل بدل کر پڑھتا رہے۔

☜ ایسے ہی نبی ﷺ کی رکوع کی دعائیں اور اذکار بھی متنوع ہیں، مثلاً:

---

[۵۳] صحیح مسلم:۷۷۱ [۵۴] صحیح سنن الترمذي :۲۰۲

① سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ''پاک ہے میرا عظیم ربّ''⁵⁵

② سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ ''تو نہایت پاک ذات اور پاک صفت والا ہے، فرشتوں اور روح الامین (جبریل) کا ربّ ہے۔''⁵⁶

③ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ أَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

''اللہ! میں نے تیرے ہی لئے رکوع کیا، تجھ ہی پر ایمان لایا، تیری ہی فرمانبرداری کی اور تو میرا ربّ ہے۔ میرے کان، آنکھ، مخ، ہڈیاں اور اعصاب سب اللہ ربّ العلمین کے لئے جھکے ہوئے ہیں۔''⁵⁷

☜ رکوع سے سر اُٹھانے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد

① آپ ﷺ کبھی رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

''اے ہمارے ربّ! تیرے ہی لئے ساری تعریفیں ہیں۔''

② کبھی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

③ کبھی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

④ کبھی اس کے ساتھ مزید یہ بھی کہتے:

مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

''اے اللہ! ہمارے پروردگار، تیری تعریف ہے آسمانوں اور زمین کے برابر اور اس کے علاوہ جو چیز تو چاہے اس کے برابر۔''⁵⁸

⁵⁵ صحيح مسلم: ٧٧٢
⁵⁶ أيضًا: ٤٨٧
⁵⁷ صحيح سنن الترمذي: ٢٧٢١
⁵⁸ صحيح مسلم: ٧٧١

⑤ ان سب کے ساتھ آپ ﷺ کبھی ان کلمات کا بھی اضافہ فرماتے:

أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [59]

''تعریف و بزرگی والے اللہ! جسے تو نوازے اسے کوئی محروم نہیں کرسکتا اور جسے تو محروم کردے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں اور کسی دولت مند کی دولت تیرے مقابلہ میں کام نہیں آ سکتی۔''

☜ سجدہ میں بھی آپ ﷺ سے متعدد اور متنوع دعائیں ثابت ہیں، جیسے:

① «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلٰى» ''پاک ہے میرا عالی شان ربّ''[60]

② «سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ» [61]

''تو نہایت پاک ذات اور پاک صفات والا ہے، ملائکہ اور روح کا ربّ ہے۔''

③ «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ» [62]

''یااللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف ہے، اے اللہ! مجھے معاف کردے۔''

④ «اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ» [63]

---

[59] صحيح مسلم:٤٧١
[60] صحيح سنن ابن ماجه:٧٢٥
[61] صحيح مسلم:٤٨٧
[62] صحيح البخاري:٧٩٤
[63] صحيح مسلم:٧٧١

”اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا، تجھ ہی پر ایمان لایا، تیری ہی فرماں برداری کی، میرے چہرہ نے اس ذات کا سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی، اسے کان اور آنکھ عطا کی۔ اللہ برکتوں والا ہے اور بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“

☜ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی آپ ﷺ سے مختلف دعائیں ثابت ہیں:

① «رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ»[۶۴]

”میرے ربّ! مجھے معاف کردے، میرے ربّ! مجھے معاف کردے۔“

② «اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ»[۶۵]

”اے اللہ میری مغفرت فرما دے، مجھ پر رحم کر، میری مفلسی کو دور کردے، مجھے رفعت و ہدایت اور عافیت ورزق عطا کر۔“

☜ تشہد کے لئے بھی کئی الفاظ نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں، مثلاً:

① اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ

[۶۴] صحيح سنن أبي داود: ۷۷۷ [۶۵] صحيح مسلم: ۲۶۹۷
وصحيح سنن الترمذي: ۲۳۳ وصحيح سنن ابن ماجه: ۷۳۲

الصَّالِحِيْنَ ...الخ»[۶۶]

''تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے نبیؐ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں...الخ''

② اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَـةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا ... الخ[۶۷]

''تمام مبارک کلمات اور تمام پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اے نبیؐ! آپ پر سلام ہو...الخ''

③ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ... الخ

''تمام پاکیزہ کلمات، عبادات اور صدقات اللہ کیلئے ہیں، اے نبیؐ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں...الخ''

نمازی کو چاہئے کہ کبھی ایک دعا کو پڑھے اور کبھی دوسری دعا کو۔[۶۸]

☜ نماز میں نبی ﷺ پر درود بھیجنے کیلئے بھی مختلف صیغے وارد ہوئے ہیں، جیسے:

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ[۶۹]

''اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آلِ محمدؐ پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم

---

[۶۶] صحيح البخاري:١٢٠٢ [۶۷] صحيح مسلم:٤٠٣
[۶۸] أيضًا:٤٠٤ [۶۹] صحيح البخاري:٣٣٧٠

علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف وتوصیف کے لائق ہے اور بزرگی والا ہے۔اے اللہ! تو محمد ﷺ، آلِ محمد پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک تو تعریف وتوصیف کے لائق ہے اور بزرگی والا ہے۔''

② اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ☆ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ[70]

''یا اللہ! تو محمد ﷺ پر اور ان کی ازواج واولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے آلِ ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو لائق تعریف اور بزرگی والا ہے اور تو برکتیں نازل فرما محمدؐ پر اور انکی ازواج واولاد پر جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں، آلِ ابراہیمؑ پر، بے شک تو لائق تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

③ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ[71]

''اے اللہ! تو نبی اُمی محمد ﷺ پر اور آلِ محمدؐ پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے آلِ ابراہیمؑ پر رحمتیں نازل فرمائیں اور محمد ﷺ اور آل محمدؐ پر برکتیں نازل

---

[70] صحيح البخاري:٣٣٦٩

☆ سنن أبي داود کی روایت میں وأهل بيته کے الفاظ بھی آئے ہیں لیکن علامہ البانیؒ نے ان الفاظ کے ساتھ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے: ضعيف سنن أبي داود: ٢٠٨

[71] صحيح مسلم:٤٠٥، صحيح سنن أبي داود:٨٦٦

فرما جس طرح تو نے آل ابراہیمؑ پر دنیا والوں میں برکتیں نازل فرمائیں، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

ان کے علاوہ اور دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی درود ثابت ہے اور سنت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو بدل بدل کر پڑھا جائے، البتہ بعض کو بعض سے زیادہ پڑھنا یا ان میں سے ایک کو اکثر و بیشتر پڑھنا بھی ممنوع نہیں ہے۔ البتہ پہلے نمبر کے تحت درج شدہ درود کتبِ حدیث میں زیادہ مشہور اور قوی ہے اور جس کی تعلیم نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو اس وقت دی تھی جب اُنہوں نے آپ ﷺ سے درود شریف کی کیفیت دریافت کی تھی۔

⑫ سجودِ تلاوت کی ادائیگی

آدابِ تلاوت میں سے یہ بھی ہے کہ جب قاری آیت ِسجدہ پر پہنچے تو سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں انبیاء وصالحین کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ

﴿إِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا﴾

''جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو سجدہ میں گر جاتے ہیں اور رونے لگتے ہیں۔'' (مریم:۵۸)

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ''یہاں سجدہ کی مشروعیت پر تمام علما کا اجماع ہے تاکہ ان انبیاء وصالحین کے راستہ کی اتباع اور ان کی اقتدا عمل میں آئے۔''[۴۲]

نماز میں سجودِ تلاوت کی بڑی اہمیت ہے، ان سے نمازی کے خشوع میں اضافہ

---

[۴۲] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ۵/ ۲۳۸ ط: دارالشعب

ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾[43] ''اور جو لوگ ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں، روتے ہیں اوراس سے ان کا خشوع دو چند ہو جاتا ہے۔''

◉ سورۂ نجم کا سجدۂ تلاوت نماز میں آپ ﷺ سے ثابت ہے، اسی طرح حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ

''میں نے حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو اُنہوں نے ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ کو پڑھا اور سجدہ کیا۔ میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو فرمایا: اس آیت پر ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے میں نے سجدہ کیا ہے اور اس وقت تک یہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ ان سے جا ملوں۔''[44]

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم خاص طور پر نماز میں سجودِ تلاوت کی پابندی کریں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ اس سے شیطان کی چال بازی پر ضرب پڑتی ہے، اس کی ذلت وسبکی ہوتی ہے اور نمازی کو بہکانے کی اس کی کوششیں سرد پڑ جاتی ہیں۔

◉ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا قرأ ابن آدم السجدة فسجد، اعتزل الشيطان يبكي، يقول: يا ويله، أمر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة، وأمرت بالسجود فأبيتُ فليَ النار»[45]

''جب ابن آدم 'السجدہ' کو پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روتا

---

[43] بني إسرائيل: ١٠٩
[44] صحيح البخاري: ٧٦٦
[45] صحيح مسلم: ٨١

ہے اور کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت، ابن آدم کو سجدوں کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کیا اور اس کے لئے جنت ہے، مجھے سجدہ کا حکم ہوا، میں نے انکار کیا اور میرے لئے جہنم ہے۔''

⑭ شیطان کے شراور وسوسوں سے پناہ مانگنا

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے۔ ہماری نمازوں میں وسوسہ اندازی کرکے وہ اپنی دشمنی نکالتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہماری نمازیں خلط ملط ہوجائیں، اور ہمارا خشوع باقی نہ رہے۔ ذکر واذکار کے ساتھ جو بھی اللہ ربّ العالمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اسے لازماً شیطان کے وسوسوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایسے وقت میں بندہ کو چاہیئے کہ وہ جزئیات کے ساتھ اپنے ذکر واذکار اور نماز میں مشغول رہے، اسے ہرگز ترک نہ کرے، اس سے شیطان کی چالبازیاں اور وسوسے اندازیاں از خود فروہوجائیں گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾[۴۶]

''بے شک شیطان کی چال کمزور ہے۔''

بندہ جب بھی دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وسوسے اور طرح طرح کے خیالات آنا شروع ہوجاتے ہیں، وہ جب بھی اللہ کی طرف اپنا قدم بڑھاتا ہے، شیطان راستہ روک کر کھڑا ہوجاتا ہے۔ بعض اسلاف سے کہا گیا:

''یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم وسوسوں میں مبتلا نہیں ہوتے تو جواب میں

---

[۴۶] سورة النساء:٧٦

فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، شیطان ویران گھروں سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔‘‘

اس کی ایک خوبصورت مثال یہ بیان کی گئی ہے کہ تین گھر ہیں، ایک بادشاہ کا گھر ہے، جس میں اس کے خزانوں اور جواہرات کے ذخیرے ہیں، دوسرا اس کے غلام کا گھر ہے، اس میں بھی خزانے اور جواہرات ہیں لیکن بادشاہ جیسے نہیں ہیں۔ تیسرا خالی گھر ہے، اس میں کچھ بھی نہیں ہے، اب اگر چور آئے اور چوری کرے تو وہ کس گھر میں چوری کرے گا؟[۱]

بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس پر حملہ کرتا ہے اس لئے کہ وہ ایسے کام کے لئے کھڑا ہوتا ہے جو شیطان کے لئے انتہائی ناپسندیدہ اور ناقابل برداشت ہے۔ شیطان کی خواہش اور پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس کے لئے کھڑا نہ ہو، اس مقصد سے وہ اس کے پیچھے برابر لگا رہتا ہے، اسے طرح طرح کی آرزؤں میں الجھائے رکھتا ہے، اس کے ذہن سے نماز کا خیال نکالتا رہتا ہے، اس کے خلاف اپنے پورے لاؤ لشکر کو لگا دیتا ہے، یہاں تک کہ نماز کا معاملہ اس کے نزدیک ہلکا اور بے وقعت اور معمولی ہوجاتا ہے اور پھر وہ اسے چھوڑنے اور ترک کرنے لگتا ہے، لیکن اگر شیطان اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوتا، بندہ اس کے مکروفریب سے بچ کر نماز کے لئے کھڑا ہوجاتا ہے تو اللہ کا یہ دشمن نماز میں اس کے پاس آتا اور اس کے نفس پر وار کرتا ہے، اس کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ اسے ایسی ایسی چیزیں یاد دلاتا ہے جو نماز شروع

---

[۱] الوابل الصیب : ص۴۳

کرنے سے پہلے اسے یاد نہیں تھیں اور بسا اوقات تو وہ ایسی چیزیں بھی یاد دلاتا ہے جسے بندہ بالکل بھول چکا ہوتا ہے یا جس سے بالکل مایوس اور نا اُمید ہو چکا ہوتا ہے، مقصد یہ ہوتا ہے کہ نمازی کا دل اللہ سے پھر جائے اور اس چیز میں مشغول ہو جائے، وہ نماز تو پڑھے، لیکن اس بے توجہی اور بے دلی سے کہ اللہ کی عنایات ونوازشات سے محروم ہی رہے۔ اس لئے کہ یہ صرف ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں جو اپنی نمازوں میں پورے حضورِ قلب کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور پھر وہ اپنی نماز سے اس طرح لوٹے کہ اس کے گناہوں کے بوجھ میں کوئی بھی تخفیف نہ ہوئی ہو۔ اس لئے کہ نماز سے گناہ اُنہی لوگوں کے معاف ہوتے ہیں جو نماز کا حق ادا کرتے ہیں اور کامل خشوع کے ساتھ اسے پڑھتے ہیں اور اپنے ربّ کے سامنے قلب وقالب دونوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔[۴۸]

☜ شیطان کی اس چال کا مقابلہ کرنے اور اس کے وسوسوں کو دور بھگانے کے لئے نبی کریم ﷺ نے ہمیں درج ذیل نسخے بتائے ہیں:

① حضرت ابو العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ''شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اسے میرے لئے خلط ملط اور مشکوک کر دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«ذاك شيطان يقال له خِنزب، فاذا أحسَستَه فتعوَّذْ بالله منه واتفل على يسارك ثلاثا»، «قال:ففعلت ذلك فأذهبه الله عني»[۴۹]

---

۴۸ الوابل الصيب ص٣٦

۴۹ صحيح مسلم :٢٢٠٣

’’وہ شیطان ہے جسے خِنْزَب کہا جاتا ہے۔جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں جانب تین بار تھوک دو۔حضرت ابوالعاص ؓ فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اس سے مجھے پناہ دے دی۔‘‘

۲ نمازی کے خلاف شیطان کی ایک چال اور بھی ہے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں علاج کے ساتھ اس حدیث میں دی ہے کہ

«إن أحدكم إذا قام يصلى جاء الشيطان فلبس عليه حتى لايدري كم صلّى ، فإذا وجد ذلك أحدكم فليسجد سجدتين وهو جالس» (۸۰)

’’تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آتا ہے اور اس پر نماز کو مشتبہ کر دیتا ہے (اس کی نماز کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اسے اس کے بارے میں شک میں ڈال دیتا ہے) یہاں تک کہ اسے اتنا بھی علم نہیں رہ جاتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی۔تم میں سے جب کسی کو یہ صورتِ حال پیش آئے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔‘‘

۳ اسی طرح شیطان کی ایک اور چال نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں بھی مذکور ہے کہ

«إذا كان أحدكم في الصلوٰة فوجد حركة في دبره أحدث أو لم يحدث فأشكل عليه فلا ينصرف حتى يسمع صوتًا أو يجد ريحًا» (۸۱)

---

(۸۰) صحيح البخاري:۱۲۳۲ (۸۱) صحيح سنن أبي داود:۱۶۳

''تم میں سے جب کوئی اپنی مقعد میں حرکت پائے اور اس کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہوجائے کہ وہ حادث ہوا یا نہیں تو وہ نماز نہ چھوڑے یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو سونگھ لے۔''

شیطان کتنی عجیب عجیب حرکتیں کرتا اور کیسی کیسی چالیں چلتا ہے، اس کی بعض تفصیلات حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس حدیث میں بھی مذکور ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جسے دورانِ نماز شبہ ہوگیا کہ اس کا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن الشيطان يأتي أحدكم وهو في صلوٰته حتى يفتح مقعدته فيُخيّل إليه أنه أحدث ولم يحدث، فإذا وجد أحدكم ذلك فلا ينصرفن حتى يسمع صوت ذلك بأذنه أو يجد ريح ذلك بأنفــه»[۸۲]

''بے شک شیطان نماز میں کسی کے پاس پہنچ جاتا ہے، اس کی مقعد کھولتا ہے جس سے نمازی کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہوا خارج ہوگئی حالانکہ ہوا خارج نہیں ہوئی ہوتی، اگر اس صورتِ حال کا کسی کو سامنا ہو تو اپنی نماز سے ہرگز نہ پھرے یہاں تک کہ اس کی آواز اپنے کان سے سن لے یا اس کی بدبو اپنی ناک سے سونگھ لے۔''

☜ خِنْـزَب کی ایک شیطانی چال یہ بھی ہے کہ وہ بعض اچھے نمازیوں کے پاس پہنچتا ہے اور اُنہیں نماز کے بجائے دوسرے نیک اعمال کی فکر میں مشغول

---

(۸۲) اسے امام طبرانیؒ نے الکبیر میں روایت کیا ہے: ۲۲۲/۱۱، رقم: ۱۱۵۵۶، اور مجمع الزوائد میں امام ہیثمیؒ نے فرمایا کہ اس کے رجال صحیح ہیں: ۲۴۲/۱

کر دیتا ہے، کبھی انہیں علمی مسائل اور دعوتی اُمور میں ذہنی طور پر اُلجھا دیتا ہے اور پھر وہ اس میں اس طرح غرق ہوتے ہیں کہ اُنہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ انہوں نے نماز میں کیا پڑھا اور کیا باقی رہا؟ کبھی اُنہیں اس مسئلہ میں بھی پھنسا دیتا ہے کہ حضرت عمرؓ بھی نماز میں لشکر ترتیب دیتے تھے (اگر تم نے بھی اس طرح کا کوئی کام کرلیا تو کیا حرج ہے؟) آیئے ہم اس مسئلہ کو صاف واضح اور غیر مشتبہ کرنے کے لئے علامہ ابن تیمیہؒ کی تحریر سے استفادہ کریں۔

علامہ ابن تیمیہؒ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی اس اثر کہ ''وإني لأجهز جيشي وأنا في الصلوٰة'' ''میں نماز میں اپنا لشکر ترتیب دیتا ہوں۔'' کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ

''حضرت عمرؓ امیر المومنین تھے، جہاد کے مسئول ہونے کی وجہ سے امیر الجہاد بھی تھے اس بنا پر ان کی حیثیت اس نمازی کی سی ہوگئی تھی جو دشمن کے سامنے صلوٰۃِ خوف پڑھتا ہے۔ لڑائی جاری ہو یا بند، ہر حال میں حضرت عمرؓ کو نماز بھی پڑھنا تھی اور جہاد کی نگرانی بھی کرنا تھی، ان دونوں ذمہ داریوں کو بیک وقت حتیٰ الامکان پورا کرنا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوْا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ''اے ایمان والو! جب دشمنوں سے سامنا ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب یاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔'' یہ بات معلوم ہے کہ جہاد میں بالخصوص لڑائی کے دوران دل اتنا مطمئن نہیں رہتا جتنا حالتِ امن میں رہتا ہے، اس لئے اگر جہاد کی وجہ سے نماز میں

کچھ نقص رہ بھی جائے تو بھی اس سے بندہ کے کمالِ ایمان واطاعت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی لئے اللہ نے حالتِ امن کے مقابلہ میں حالتِ جہاد کی نماز میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ چنانچہ صلوٰۃِ خوف کے تذکرہ کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ ''جب اطمینان ہو جائے تو نماز قائم کرو، بے شک نماز مؤمنین پر وقتِ مقررہ میں فرض ہے۔''

یعنی امن وامان اور سکون واطمینان کی حالت میں بندہ کو جس اقامتِ صلوٰۃ کا حکم ہے، حالتِ خوف اور جنگ و جہاد میں اس کا حکم نہیں ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگ برابر نہیں ہوتے جس شخص کا ایمان مضبوط ہوتا ہے، دوسرے معاملات میں غور وفکر کے باوجود اس کا دل نماز میں حاضر رہتا ہے، حضرت عمرؓ کی شخصیت اتنی عظیم تھی کہ اللہ نے آپ کے زبان و قلب پر حق کو جاری کر دیا تھا، ان کی زبان سے بات ادا ہوتی تھی اور دل پر الہام ہوتا تھا، اُن جیسے انسان کے لئے اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نماز میں اپنا لشکر بھی ترتیب دیں اور اس کے باوجود حضورِ قلب اتنا ہو جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتا، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ 'تدبیر لشکر وجنگ' کے بغیر ان کی حاضر قلبی یقیناً اور زیادہ قوی ہوتی تھی اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حالتِ امن کی نمازیں ظاہری افعال میں حالتِ خوف کی نماز سے زیادہ کامل ہوتی تھیں۔ تو جب اللہ نے حالتِ خوف میں بعض ظاہری واجبات کو معاف کر دیا ہے تو باطنی واجبات میں کیوں نہیں تخفیف فرمائے گا؟

مختصر یہ کہ تفکر فی الصلوٰۃ کئی طرح کے ہوتے ہیں، بعض واجب ہوتے ہیں اور ان کے لئے وقت بھی تنگ ہوتا ہے، بعض دوسرے جو واجب تو ہوتے ہیں لیکن ان کے لئے وقت تنگ نہیں ہوتا اور بعض سرے سے واجب ہی نہیں ہوتے۔ ممکن ہے حضرت عمرؓ کو تدبیر جیش کا موقع نماز کے باہر نہ مل سکا ہو، اس لئے کہ وہ اُمت کے امام تھے، ان کے اوپر تفکرات کا ہجوم رہتا تھا، جن سے ہر آدمی کو اپنے اپنے مرتبہ کے حساب سے سابقہ پڑتا ہے، اور اکثر آدمی کو نماز میں وہ چیزیں یاد آجایا کرتی ہیں جو نماز کے باہر یاد نہیں آتیں اور عموماً یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض اسلاف سے منقول ہے کہ ان کے پاس ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جس نے اپنے مال کو دفن کیا اور یہ بھول گیا کہ اسے کہاں دفن کیا، تو اُنہوں نے فرمایا: کھڑے ہو اور نماز پڑھو، وہ کھڑا ہوا، نیت باندھی اور نماز شروع کی تو دفن کی جگہ یاد آ گئی، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ تو اُنہوں نے فرمایا: مجھے معلوم تھا کہ شیطان ضرور اسے نماز میں کوئی ایسی چیز یاد دلائے گا جو اسے نماز سے غافل کر دے اور اس وقت مقامِ دفن سے زیادہ اہم کوئی دوسری چیز اس کے نزدیک نہیں تھی۔

انسان کیلئے بس یہ ضروری ہے کہ وہ مکمل حاضر قلبی کے ساتھ نماز کے تمام اُمور واحکام کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرے، چالاکی و ہوشیاری یہی ہے۔ رہی بات طاقت وقوت اور توفیق کی تو وہ صرف اللہ العلی العظیم کے پاس ہے۔"[۸۳]

---

(۸۳) مجموع الفتاویٰ :۲۲/ ۶۰۹

⑭ حالتِ نماز میں اسلاف کے غور وفکر کی مثالیں

اس سے بھی خشوع میں اضافہ ہوتا ہے اور اقتدا و اتباع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، کاش آپ اسلاف میں سے کسی کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے، وہ جب محراب میں کھڑے ہوتے اور اپنے ربّ سے کلام شروع کرتے تو ان کے دل میں فوراً یہ خیال آتا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں لوگ ربّ العالمین کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اور پھر ان کا دل دہل جاتا اور عقل گم ہو جاتی۔ (۸۴)

⦿ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنی نگاہوں سے کسی چیز کی طرف دیکھنے، ادھر ادھر متوجہ ہونے، کنکریاں ہٹانے، کسی چیز کے ساتھ کھیل کرنے یا دنیا کی کوئی بات اپنے نفس سے کرنے سے بھی ڈرتے تھے، اِلا یہ کہ بھول جائیں، اور یہ کیفیت نماز کے اخیر تک برقرار رہتی تھی۔'' (۸۵)

⦿ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے لکڑی کا تنا معلوم ہوتے۔ حجاج بن یوسف کی طرف سے ان کے خلاف خانۂ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برستے اور وہ سجدہ میں ہوتے، ارد گرد پتھر گر رہے ہوتے لیکن نماز میں استغراق کا یہ عالم تھا کہ ذرا سا بھی ٹس سے مس نہ ہوتے۔ (۸۶)

⦿ مسلم بن یسارؒ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران گھر کو آگ لگ

---

(۸۴) الخشوع في الصلاة لابن رجب: ص ۲۲

(۸۵) تعظیم قدر الصلاة: ۱/ ۱۸۸

(۸۶) سیر أعلام النبلاء: ۳/ ۳۶۹، حلیة الأولیاء: ۱/ ۳۳۵

گئی اور اس کو بجھا دیا گیا، لیکن اُنہیں اس کا شعور واحساس بھی نہیں ہوا۔[٨٧]

◉ بعض اسلاف کے بارے میں تو یہاں تک تذکرہ ملتا ہے کہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے کپڑا لٹک رہا ہے ۔بعض اپنی نماز سے فارغ ہوکر اس طرح لوٹتے کہ ان کا رنگ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی وجہ سے بدل جاتا اور بعض کو نماز میں اتنی بھی خبر نہیں رہتی تھی کہ ان کے دائیں کون ہے اور بائیں کون ؟ بعض کا رنگ تو نماز کے لئے وضو کرتے ہی زرد ہوجاتا تھا، ان سے پوچھا جاتا کہ نماز کے لئے وضو کرتے ہی آپ کے احوال بدلے بدلے دکھائی دینے لگتے ہیں، وجہ کیا ہے؟ فرمایا: میں جانتا ہوں کہ کس کے سامنے کھڑے ہونے جارہا ہوں۔

◉ یہ حضرت علیؓ ہیں، جب نماز کا وقت آتا تو ان کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور وہ کانپنے لگتے تھے۔لوگوں نے پوچھا: آپ کو کیا ہوگیا؟ فرمایا: اللہ کی قسم! اس امانت کا وقت آ گیا ہے جسے اللہ نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، ان سب نے اسے اُٹھانے سے انکار کردیا اور ڈر گئے لیکن ہم نے اسے اُٹھالیا۔

◉ حضرت سعید تنوخیؒ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں اور رخسار سے بہہ کر داڑھی تک پہنچ جاتیں۔

◉ اس طرح سے بہت سے ایسے تابعین ہیں جن کے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کے چہرہ کا رنگ بدل

---

[٨٧] سير أعلام النبلاء : ٤/ ٥١٢ ، تعظيم قدر الصلاة: ١/ ١٨٨

جاتا تھا۔ وہ کہتے تھے: ''کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں اور کس سے سرگوشی کرنے جا رہا ہوں۔''

آج ہم میں سے کون ہے جس کے دل میں ان صحابہ و تابعین جیسی ہیبت وخشیت ہے؟......!!

◉ لوگوں نے حضرت عامر بن عبدقیس سے پوچھا کہ آپ بھی نماز میں اپنے آپ سے گفتگو کرتے ہیں؟ فرمایا: نماز سے زیادہ محبوب کون سی چیز ہے جس کے بارے میں اپنے آپ سے گفتگو کروں۔ لوگوں نے کہا: ہم تو نماز میں اپنے آپ سے بات کرتے ہیں۔ پوچھا: کیا حور وغلمان اور جنت کے بارے میں بات کرتے ہو؟ کہا: نہیں، اپنے اہل وعیال اور اموال وجائیداد کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ فرمایا: اس سے تو بدرجہا بہتر یہ ہے کہ میرے سینہ میں متعدد تیر و تفنگ پیوست ہوجائیں۔

◉ حضرت سعد بن معاذؓ فرماتے ہیں کہ میرے اندر تین خصلتیں ہیں، اگر وہ زندگی بھر برقرار رہ گئیں تو میں کام کا آدمی ہوجاؤں گا۔ جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو نماز کے باہر کی کوئی بات میں اپنے نفس سے نہیں کرتا، جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنتا ہوں تو اس کے صحیح اور برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں کرتا، جب میں جنازہ میں ہوتا ہوں تو اپنے نفس سے صرف وہی بات کہتا ہوں جو جنازہ کہتا ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے۔[٨٨]

---

(٨٨) مجموع فتاویٰ شیخ الإسلام ابن تیمیة : ٢٢/ ٦٠٥

◉ حضرت امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے حکم سے کھڑا ہوتا ہوں، اس کے خوف کے ساتھ چلتا ہوں، اخلاصِ نیت کے ساتھ نماز شروع کرتا ہوں، اس کی عظمت کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں، ترتیل وتفکیر کے ساتھ قرآن پڑھتا ہوں، خشوع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، تواضع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، تشہد کے لئے پورے سکون واطمینان سے بیٹھتا ہوں، صحیح نیت کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ نماز ختم کرتا ہوں، دل میں خوف وخشیت لئے لوٹتا ہوں اوراس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ نامقبول نہ ہوجائے، میری پوری کوشش ہے کہ موت تک اس کیفیت پر قائم رہوں۔[۸۹]

◉ ابوبکر صبغیؒ کہتے ہیں کہ میں نے دو اماموں، یعنی ابوحاتم رازیؒ اور محمد بن نصر مروزیؒ کو پایا: مجھے ان دونوں سے سماع تو حاصل نہیں ہے لیکن میں نے ابن نصرؒ سے اچھی نماز کسی کی نہیں دیکھی۔ مجھے پتہ چلا کہ ایک بھڑ نے ان کی پیشانی پر کاٹ لیا، خون نے بہہ کر چہرہ تر کردیا لیکن اُنہوں نے حرکت نہیں کی۔

◉ محمد بن یعقوب اَخرم کہتے ہیں: میں نے محمد بن نصر سے اچھی نماز کسی کی نہیں دیکھی۔ مکھی ان کے کان پر بیٹھتی تو وہ اسے ہانکتے بھی نہیں تھے۔ہم ان کے حسنِ صلوٰۃ، حسن خشوع اور نماز کیلئے ان کے خوف وخشیت پر تعجب کرتے تھے۔ وہ اپنی ٹھوڑی کو اپنے سینے پر رکھ دیتے تھے اور بالکل گڑی ہوئی لکڑی معلوم ہوتے تھے۔

◉ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ جب نماز پڑھتے تو ان کے اعضاء و جوارح

---

[۸۹] الخشوع في الصلاۃ : ص۲۷، ۲۸

کانپنے لگتے اور وہ اس کی وجہ سے دائیں بائیں جھکنے لگتے تھے۔[۹۰]

یہ ہیں اسلاف کرامؒ کی نمازیں، آیئے! ہم ذرا اپنے حالات اور معمولات کا موازنہ ان سے کریں، ہم میں کوئی نماز میں اپنی گھڑی دیکھتا ہے، کوئی اپنی ٹوپی، رومال اور کریز ٹھیک کرتا ہے۔ کوئی اپنی ناک سے کھیل رہا ہے، کوئی نماز ہی میں خرید وفروخت میں لگا ہے، کوئی اپنے مال کی گنتی کر رہا ہے، کوئی سجادہ کے نقش ونگار میں کھویا ہے، کوئی چھت کے ڈیزائن میں پڑا ہے اور کوئی پہلو والے شخص کو پہچاننے میں مصروف ہے۔

⑮ نماز میں خشوع کی فضیلت کو جاننا اور اسے یاد رکھنا

أ. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «ما من امرئ مسلم تحضره صلوٰة مكتوبة فيحسن وضوء ها وخشوعها وركوعها إلا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يأت كبيرة، وذلك الدهر كله»[۹۱]

"جب کوئی مسلمان فرض نماز کے وقت اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھتا ہے اور رکوع وخشوع میں بھی احسان کرتا ہے تو اس کی وہ نماز ماقبل گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتی ہے بشرطیکہ کبیرہ نہ ہوں اور یہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔"

ب. نماز کا ثواب خشوع وخضوع کے مطابق ملتا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

---

[۹۰] الكواكب الدرية فى مناقب المجتهد ابن تيمية لمرعي الكرمي: ص۸۳، ط. دار الغرب الإسلامي

[۹۱] صحيح مسلم: ۲۲۸

«أن العبد ليصلى الصلوٰة ما يكتب له إلا عشرها، تسعها، ثمنها، سبعها، سدسها، خمسها، ربعها، ثلثها، نصفها» [92]

''بیشک آدمی نماز پڑھتا ہے، لیکن اجر دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں حصہ، چوتھائی، تہائی اور نصف ملتا ہے۔''

ج. بندہ کی نماز دراصل وہی ہے جسے وہ سمجھ کر پڑھے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

''ليس لك من صلاتك إلا ما عَقَلتَ منها'' [93]

''تیری نماز سے تجھے اُتنا ہی ملتا ہے جتنا تو اس میں سے سمجھتا ہے۔''

د. جب بندہ خشوع وخضوع اور تمام وکمال کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''إن العبد إذا قام يصلي أُتِيَ بذنُوبه كلِّها فجعلت على رأسه وعاتقيه فكلما ركع أو سجد تساقطتْ عنه» [94]

''بے شک بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر اور کندھوں پر رکھ دیے جاتے ہیں اور پھر جب وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے، اس سے گرتے جاتے ہیں۔''

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جب نماز کا ایک رکن پورا کرتا ہے تو گناہ کا ایک حصہ گر جاتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کی نماز پوری

---

[92] مسند أحمد: ٤/ ٣٢١، صحيح الجامع :١٦٢٦

[93] مجموع الفتاویٰ:٢٢/ ٦١٢

[94] السنن الكبریٰ للبيهقي:٣/ ١٠

ہوتی ہے تو گناہوں کا سقوط بھی پورا ہوجاتا ہے، لیکن یہ اس نماز کے لئے ہے جس کے شروط وارکان اورخشوع واطمینان میں نقص نہ ہو، جیسا کہ عبداور قیام کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں مالک الملک کے سامنے عاجز و ذلیل بندہ وغلام کی طرح کھڑے ہونے کا اشارہ ہے۔ ⑨⑤

بے شک خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا جب اپنی نماز سے لوٹتا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا اس کی طبیعت ہلکی ہوگئی، اس کے بوجھ اُتر گئے، اس کے اندر ایک خاص طرح کا کیف ونشاط اور سرور پیدا ہوگیا اور پھر وہ سوچنے لگتا ہے کہ کاش وہ نماز سے نہ نکلتا، اسی میں ہمیشہ مشغول رہتا، اس لئے کہ وہ اس کی آنکھ کی ٹھنڈک، اس کی روح کی طمانیت، اس کے دل کی جنت اور اس کی دنیا کا سکون وراحت بن جاتی ہے، اس کو نماز ہی میں آرام ملتا ہے۔ نماز کے باہر اسے گھٹن اور تکلیف ہوتی ہے، وہ خود کو ایک طرح کی تنگی اور قید میں محسوس کرتا ہے، نماز سے محبت کرنے والوں کی بات یہی ہوتی ہے کہ نماز پڑھتے ہیں تو راحت ملتی ہے، جیسا کہ ہمارے امام وقائد اور نبی کریم ﷺ کو ملا کرتی تھی، آپؐ فرماتے تھے:

«يا بلال أرحنا بالصلوٰة» ⑨⑥

''اے بلالؓ ہمیں نماز کے ذریعہ راحت پہنچاؤ۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: «جعلت قرة عيني في الصلوٰة» ⑨⑦

''میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے۔''

---

⑨⑤ فيض القدير :۲/ ۳٦۸ ⑨⑥صحيح سنن أبي داود: ٤۱۷۱

⑨⑦صحيح سنن النسائي: ۳٦۸۱

اور جس کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنا دی جائے، اسے نماز کے بغیر قرار نہیں آسکتا ہے، وہ نماز کو کبھی ترک نہیں کرسکتا۔

⑯ مقاماتِ دعا اور بالخصوص سجدہ میں خوب دعا کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات اس کے سامنے اپنی ذلت وعاجزی کا اظہار، اس سے اپنے سوالات و مطالبات کی تکرار اور اس پر الحاح واصرار سے اپنے ربّ کے ساتھ بندہ کا تعلق مضبوط ہوتا ہے اور اس کا خشوع بڑھتا ہے۔ قرآن و سنت میں اس کا حکم بڑی تاکید سے دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دُعا کے بارے میں فرمایا کہ ''دعا ہی عبادت ہے۔'' اور ربّ العلمین نے اس کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾

''اپنے ربّ کو عاجزی وخاموشی سے پکارو۔'' (الاعراف:۵۵)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک بیان فرما دیا کہ

«من لم يسأل الله يغضب عليه» ⁽⁹⁸⁾

''جو اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔''

نماز میں دعا کے تعلق سے نبی کریم ﷺ سے چند مقامات خصوصیت کے ساتھ ثابت ہیں جو یہ ہیں: سجدے، سجدوں کے مابین قعدہ اور تشہد کے بعد بیٹھنا۔

❶ ان میں سب سے اہم اور باعظمت سجدے ہیں، اسلئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«أقرب مايكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء»

⁽⁹⁸⁾ صحيح سنن الترمذي : ٢٦٨٦

''بندہ اپنے ربّ سے اس وقت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے، لہٰذا سجدہ میں خوب دعائیں مانگو۔'' (۹۹)

◉ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

«أما السجود فاجتهدوا في الدعاء فقمن أن يستجاب لكم»

''سجدوں میں خوب دعائیں کرو، وہ مستجاب ہوتی ہیں۔'' (۱۰۰)

◉ آپ ﷺ کی سجدہ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ دِقَّه وَجِلَّه وَأَوَّلَهٗ وآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ"

''اللہ! میرے چھوٹے بڑے، اوّل و آخر اور ظاہر و باطن سب گناہوں کو معاف کردے۔'' (۱۰۱)

◉ اسی طرح ایک دعا یہ بھی ہے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ» (۱۰۲)

''اے اللہ! میرے کھلے اور چھپے گناہ معاف کردے۔''

☜ دونوں سجدوں کے درمیان آپ ﷺ کیا پڑھتے تھے؟ اس کی تفصیل سبب نمبر ۱۱ کے تحت گزر چکی ہے۔ صفحہ نمبر ۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

❷ تشہد کے بعد آپ ﷺ جو دعائیں کرتے تھے، ان میں سے ایک کی تعلیم ہمیں اس حدیث میں دی گئی ہے کہ

«إذا فرغ أحدكم من التشهد الآخر فليتعوذ بالله من أربع: من

---

(۹۹) صحيح مسلم : رقم ٤٨٢
(۱۰۰) صحيح مسلم : ٤٧٩
(۱۰۱) صحيح مسلم : ٤٨٣
(۱۰۲) صحيح سنن النسائی: ١٠٧٦

عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحيا والممات ومن شر المسيح الدجال ، [وكان يقول] :

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ [اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَّسِيْرًا] » [103]

''تم میں سے جب کوئی تشہد سے فارغ ہو تو اسے چاہئے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، حیات وممات کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے شر سے آپ ﷺ یہ دعا بھی کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان کاموں کے شر سے جنہیں میں کر چکا ہوں اور ان کاموں کے شر سے جنہیں میں نے نہیں کیا، نیز اے اللہ! تو میرا آسان حساب لینا۔''

◉ آپ ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کو تشہد کے بعد یہ پڑھنے کی تعلیم دی تھی:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ» [104]

''اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تو ہی بخشتا ہے، میرے گناہوں کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بخشنے والا رحیم ہے۔''

◉ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو تشہد میں یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللهُ بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوْبِي

---

[103] صحيح مسلم : ٥٨٨ ، ٢٧١٦ ، مسند أحمد:٦/ ٤٨

[104] صحيح البخاري:٨٣٤

إِنَّـكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ، فقال ﷺ: «قد غفر له» ثلاثا[105]

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ تو ایک ہے، بے نیاز ہے، تو نے کسی کو جنا نہیں اور نہ تو جنا گیا ہے اور تیرے برابر کوئی نہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گناہوں کو معاف کردے، بلا شبہ تو معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: بے شک اس کی مغفرت ہوگئی۔''

◉ ایک اور نمازی کو آپ ﷺ نے تشہد میں یہ پڑھتے سنا:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰاتِ وَالأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ" فقال النبي ﷺ لأصحابه: «تدرون بما دعا؟» قالوا: الله ورسوله أعلم! قال: «والذي نفسي بيده لقد دعا الله بإسمه العظيم الذي إذا دُعىَ به أجاب وإذا سُئل به أعطىٰ»[106]

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، بے شک تمام تعریف تیرے لئے ہے، معبود برحق تو ہی ہے۔ تو بہت احسان کرنے والا ہے، اے آسمان و زمین کے خالق! اے عزت و جلال کے مالک! اے حی و قیوم! میں تجھ سے (جنت کا) سوال کرتا ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس طرح دعا کی؟ وہ بولے: اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے

---

[105] صحيح سنن النسائي: ١٢٣٤ [106] أيضًا: ١٢٣٣

اسم عظیم کے ساتھ سوال کیا ہے، جب اس کے ساتھ اسے پکارا جاتا ہے تو سنتا ہے اوراس کے ساتھ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا کرتا ہے۔"

❸ تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان سب سے آخر میں نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ»[107]

"اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے، کھلے چھپے تمام گناہوں اور زیادتیوں کو معاف کردے اور جو کچھ تو میرے بارے میں جانتا ہے، سب معاف کردے (تو ہی اپنی بارگاہِ عزت میں) آگے کرنے والا اور تو ہی (اپنی بارگاہِ جلال سے) پیچھے کرنے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔"

بہت سے لوگ تشہد سے فارغ ہوکر خاموش رہتے ہیں، اُنہیں معلوم ہی نہیں کہ امام کے پیچھے وہ اب کیا پڑھیں؟

مذکورہ بالا دعاؤں کو حفظ کرلینا اس مشکل اور خاموشی کا بہترین علاج ہے!!

⑰ نماز کے بعد اذکار وادعیہ

نماز سے انسان کو جو فوائد اور برکات حاصل ہوتی ہیں اور دل میں خشوع کے جو اثرات پیدا ہوتے ہیں، نماز کے بعد کے اذکار و ادعیہ اُنہیں ثابت و برقرار

---

[107] صحیح مسلم:۷۷۱

رکھنے میں ممد ومعاون ہوتے ہیں۔اس لئے ہر نمازی کو چاہئے کہ اس عظیم بندگی، یعنی فرض نماز کے بعد دوسری اطاعت ،یعنی ذکر واذکار سے شغف رکھے۔نماز کے بعد کے اذکار و ادعیہ میں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ تین مرتبہ استغفار سے شروع ہوتے ہیں،جس کے ذریعہ نمازی گویا اپنے ربّ سے نماز کے خلل اور خشوع کی کمی کے لئے معذرت ومعافی چاہتا ہے۔

☜ نماز کے بعد کی ایک اہم اطاعت نوافل کی پابندی کرنا بھی ہے۔ یہ نوافل، فرائض کی کوتاہیوں اور خامیوں نیز خشوع وخضوع کے نقائص کی تلافی کردیتے ہیں۔

باب سوم

خشوع کو ختم کرنیوالے اسباب
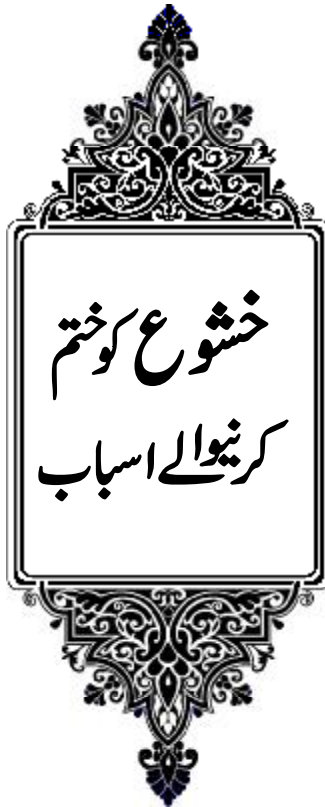
ایسے اسباب کا تذکرہ
جو خشوع کو ختم کرتے اور اس کی
راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں

خشوع کو پیدا کرنے والے اسباب کے بیان کے بعد اب ان رکاوٹوں کا تذکرہ ہوگا جو خشوع کو خراب کرتے یا انسان کو اس سے پھیرتے ہیں، خشوع کو حاصل کرنے کے لئے ان کا خاتمہ وازالہ ضروری ہے۔

⑱ نماز کی جگہ کے بارے میں انسان کو مشغول کرنیوالے اُمور

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک رنگین اور منقش پردہ تھا جسے اُنہوں نے اپنے کمرہ کے ایک طرف لٹکا رکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

«أميطي عني فإنه لا تزال تصاويره تعرض لي في صلاتي»[1]

''اسے مجھ سے دور کردو، اس کی تصویریں نماز میں میرے سامنے آتی ہیں۔''

حضرت قاسمؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس تصویروں والا ایک کپڑا تھا جو حجرہ[2] کی طرف پھیلا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

«أَخِّرِيْه عني» ''اسے سامنے سے ہٹا دو۔''

پھر حضرت عائشہؓ نے اسے وہاں سے ہٹا دیا اور اس کا تکیہ بنا دیا۔[3]

---

① صحيح البخاري:٥٩٥٩

② چھوٹا گھر، کوٹھڑی

③ صحيح مسلم :٣/ ٢١٠٧

⦿ اسی مفہوم کی نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی ہے کہ آپ ﷺ کعبہ میں نماز کے لئے داخل ہوئے تو اس میں مینڈھے کے دو سینگ دیکھے۔نماز سے فارغ ہوئے تو عثمانؓ حجبی سے فرمایا:

«إني نسيت أن آمرك أن تخمر القرنين فإنه ليس ينبغي أن يكون في البيت شيئ يشغل المصلي» ④

''میں تمہیں یہ حکم دینا بھول گیا کہ ان دونوں سینگوں کو ڈھانپ دو۔ یہ ہرگز مناسب نہیں کہ نمازی کے سامنے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو اسے مشغول کردے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عوامی گزر گاہوں، شور ہنگاموں کی جگہوں اور بات چیت کرنے والوں کے قریب بھی نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔اسی طرح ایسی جگہوں پر نماز پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہئے جہاں نگاہوں کو مشغول کرنے والی اورلغو چیزیں ہوں، اگر ممکن ہو تو ایسی جگہ نماز پڑھنے سے بھی بچنا چاہئے جہاں بہت زیادہ سردی یا بہت زیادہ گرمی ہو، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے گرمی میں صلوٰۃ ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا حکم اسی وجہ سے دیا ہے۔علامہ ابن قیمؒ نے فرمایا:

''شدید گرمی نمازی کو حضورِ قلب اور خشوع سے روکتی ہے اور اس وقت انسان عبادت ناخواستگی اور بے دلی سے کرتا ہے اس لیے یہ شارع علیہ السلام کی حکمت ہے کہ اُنھوں نے صلوٰۃِ ظہر میں تاخیر کا حکم دیا تاکہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے اور

---

④ صحيح سنن أبي داود:١٧٨٦

بندہ حاضر قلبی کے ساتھ نماز پڑھ سکے اور اسے خشوع اور اقبال علی اللہ کی پر کیف لذت حاصل ہو سکے جو کہ نماز کا مطلوب ومقصود ہے۔''

⑲ منقش اور مزین ومصور کپڑوں میں نماز سے پرہیز

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ڈیزائن دار کپڑے میں جس میں لمبی اور چوکور لائنیں تھیں، نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، اور آپؐ کی نظر ان ڈیزائنوں اور علامتوں پر پڑ گئی۔ نماز ختم کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: اس چادر کو ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور ایک اَنبِجَاني چادر لے آؤ (اس میں ڈیزائن یا دھاریاں نہیں ہوتی تھیں)

«فإنها ألهتني آنفا في صلاتي»⑤

''اس نے مجھے اس وقت نماز کے دوران غافل کر دیا۔''

ایک روایت میں ہے کہ اس کے نشانات نے مجھے غافل کر دیا، ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس ایک ڈیزائن دار چادر تھی جس کی وجہ سے آپ کبھی نماز کے درمیان مشغول ہو جاتے تھے۔⑤

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم تصویر والے کپڑوں میں بالکل ہی نماز نہ پڑھیں بالخصوص جن کپڑوں میں جانداروں کی تصویریں ہوں جن کا رواج اور فیشن اس زمانہ میں بڑھتا جا رہا ہے۔

⑤ صحيح مسلم : ٥٥٦

⑳ کھانے کی موجودگی میں نماز سے پرہیز

کھانا موجود ہوتو کھانے کی خواہش دل میں لئے نماز نہیں پڑھنا چاہئے،

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «لا صلوٰة بحضرة الطعام»⑥

''کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہے۔''

جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو انسان کو چاہئے کہ پہلے پیٹ بھر کر اطمینان کے ساتھ کھانا کھائے، جلد بازی نہ کرے اور پھر نماز پڑھے،اس لئے کہ اگر وہ کھانا چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو نماز میں خشوع حاصل نہیں ہوسکے گا اور دل کھانے کی طرف لگا رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

« إذا قرب العشاء وحضرت الصلوٰة، فابدؤوا به قبل أن تصلوا المغرب ولا تعجلوا عن عشائكم »⑦

وفي رواية « إذا وضع عشاء أحدكم وأقيمت الصلوٰة فابدؤوا بالعشاء ولا يعجلَنَّ حتى يفرغ منه »⑦

''جب کھانا قریب ہو اور نماز کا وقت بھی ہوجائے تو نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھاؤ اور کھانے میں جلد بازی نہ کرو۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''جب تم میں سے کسی کے لئے شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کی اقامت بھی ہوجائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور اس میں جلد بازی نہ کرو یہاں تک کہ فارغ ہوجاؤ۔''

---

⑥ صحيح مسلم: ٥٦٠

⑦ صحيح مسلم: ٥٥٧ و ٥٥٩

㉑ پیشاب و پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنے سے پرہیز

اس میں کوئی شک نہیں کہ پیشاب پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا خشوع کے منافی ہے، اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے جب کہ آدمی پیشاب یا پاخانہ روکے ہوئے ہو۔[8]

جو شخص اس حال سے دوچار ہو، اسے چاہئے کہ پہلے بیت الخلا میں جا کر اپنی حاجت پوری کرے اور پھر نماز پڑھے، چاہے اس کی وجہ سے اس کی جماعت فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «وإذا أراد أحدكم أن يذهب الخلاء وقامت الصلاة فليبدأ بالخلاء»[9]

”جب تم میں سے کوئی خلا میں جانے کا ارادہ کرے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پہلے بیت الخلا میں جائے۔“

⦿ نماز کے دوران بھی اگر کسی کو پیشاب پاخانہ کی ضرورت پڑ جائے تو اسے اپنی نماز منقطع کر دینی چاہیے، پہلے اپنی حاجت پوری کرے اور پھر طہارت حاصل کر کے نماز پڑھے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«لا صلوٰة بحضرة الطعام ولا هو يدافعه الأخبثان»[10]

”کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ اس وقت جب کہ انسان کو دو خبیث چیزیں پریشان کر رہی ہوں۔“

---

⑧ صحيح سنن ابن ماجه: ٤٩٩، ٥٠٠

⑨ صحيح سنن أبي داود: ٨٠

⑩ صحيح مسلم: ٥٦٠

◉ یہی حکم ریح کو روکنے کا بھی ہے، اس لئے کہ اس سے بھی بلا شبہ خشوع ختم ہو جاتا ہے۔

⑳ اونگھ کے دباؤ میں نماز سے پرہیز

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا نعس أحدكم في الصلوٰة فلينم حتى يعلم ما يقرأ»⑪

''تم میں سے جب کسی کو اونگھ آئے تو اسے چاہئے کہ سو جائے یہاں تک کہ اسے معلوم ہونے لگے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے (یعنی اتنا سوئے کہ اس کی نیند ختم ہو جائے)۔''

◉ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس کی وجہ بھی بیان کر دی ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا نعس أحدكم وهو يصلى فليرقد حتى يذهب عنه النوم، فإن أحدكم إذا صلَّى وهو ناعس لا يدري لعله يستغفر فيَسُبَّ نفسه»⑫

''نماز میں جب کسی کو اونگھ آئے تو وہ سو جائے حتیٰ کہ نیند ختم ہو جائے، اس لئے کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھے تو اسے معلوم نہیں ہوگا کہ کیا پڑھتا ہے، ممکن ہے استغفار کے بجائے خود کو بُرا کہنے لگے۔''

یہ حدیثِ نبویؐ فرض نمازوں کو بھی شامل ہے جبکہ اس کے وقت کے ختم ہو

---

⑪ صحيح البخاري :٢١٣

⑫ صحيح البخاري :٢١٢

جانے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور نفل نمازوں اور قیام اللیل کو بھی۔ اس لئے کہ ممکن ہے یہی قبولیتِ دعا کا وقت ہو اور ایک تہجد گزار اونگھ کی وجہ سے لاعلمی میں بددعائیں کرنے لگے۔ ⑬

㉓ باتوں میں مشغول یا سوئے شخص کے پیچھے نماز سے پرہیز

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لا تصلُّوا خلف النائم ولا المتحدث» ⑭

''سونے والے اور گفتگو کرنے والے کے پیچھے (قریب) نماز نہ پڑھو۔''

اس لئے کہ بات کرنے والا کبھی اپنی باتوں سے دوسروں کو غافل کر دیتا ہے اور نیند سے مغلوب شخص سے کبھی کبھی ایسی چیز ظاہر ہو جاتی ہے جس سے انسان غافل ہو سکتا ہے۔

امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ متحدثین کے پیچھے نماز کو امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے مکروہ کہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی گفتگو نمازی کو نماز سے مشغول کرتی ہے۔ ⑮

لیکن نائم (محوِ خواب) کے پیچھے نماز سے روکنے والے دلائل کو اہل علم کی ایک بڑی تعداد نے ضعیف قرار دیا ہے، امام بخاریؒ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں: "باب الصلاۃ خلف النائم" ''سوئے شخص کے پیچھے نماز کا بیان'' اور

⑬ فتح الباري بشرح كتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم

⑭ صحيح سنن أبي داود: ٦٤٢

⑮ شرح عون المعبود: ٢/ ٣٨٨

پھر حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ

«كان النبيﷺ يصلّي وأنا راقدة معترضة على فراشه» [۱۶]

''نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں ان کے آگے بستر پر محوِ خواب ہوتی تھی۔''

امام مالک، مجاہد اور طاؤس رحمہم اللہ نے سوئے شخص کے پیچھے نماز کو مکروہ کہا ہے، اس لئے کہ اس سونے والے سے ممکن ہے کوئی ایسی چیز ظاہر ہو جائے جو نمازی کو نماز سے مشغول کردے۔[۱۷] لیکن اگر اس کا اندیشہ نہ وہ تو نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم

۲۴ نماز کے دوران کنکریاں برابر کرنے سے پرہیز

امام بخاریؒ نے کنکریاں برابر کرنے کے سلسلہ میں حضرت مُعیقبؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن كنتَ فاعلاً فواحدة» [۱۸] ''اگر تمہیں کرنا ہی ہو تو ایک مرتبہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا: «لا تمسح وأنت تصلّي فإن كنت لابد فواحدة» [۱۹] يعني تسوية الحصى

''تم نماز کے دوران زمین برابر نہ کرو اور برابر کرنا اگر بہت ضروری ہو تو ایک بار کرلو۔''

نماز کے دوران زمین برابر کرنے اور کنکریاں ہٹانے سے اس لئے منع کیا گیا

---

۱۶ صحيح البخاري: ۵۱۲
۱۷ فتح الباري: ۱/ ۵۸۷
۱۸ صحيح البخاري: ۱۲۰۷
۱۹ صحيح سنن أبي داود: ۸۳۳

ہے تاکہ نمازی کا خشوع برقرار رہے اور وہ مسلسل عمل کا شکار نہ ہوجائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ضروری ہو تو سجدہ کی جگہ ہموار کرلی جائے۔

☜ نماز کے دوران ناک اور پیشانی سے گردوغبار صاف کرتے رہنا اور اسے پونچھتے رہنا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی پانی اور مٹی میں سجدہ کیا۔آپؐ کی پیشانی مبارک اس سے آلودہ بھی ہوئی، لیکن آپؐ ہر سجدہ کے بعد پیشانی و ناک صاف کرنے اور آلودگی دور کرنے میں مشغول نہیں ہوئے۔

نماز میں اگر پوری توجہ، انہماک اور خشوع ہو تو یہ سب چیزیں از خود ہی فراموش ہوجاتی ہیں اور ذہن کبھی اِدھر اُدھر نہیں جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بجا فرمایا ہے کہ ''بے شک نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔''[۲۰]

◉ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ ابودرداءؓ نے فرمایا: ''نماز کے دوران کنکریاں ہٹانے پر اگر کوئی مجھے سرخ اونٹ دے تو بھی میں کنکریاں نہ ہٹاؤں۔''

◉ قاضی عیاضؒ نے فرمایا:

''نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے کنکریاں ہٹانا مکروہ ہے۔''[۲۱]

۲۵ اپنی تلاوت سے دوسروں کو تشویش میں ڈالنے سے پرہیز

جس طرح یہ ضروری ہے کہ نمازی نماز کے دوران ایسی چیزوں کی طرف متوجہ

---

۲۰ صحيح البخاري:۱۱۹۹

۲۱ فتح الباري :۳/ ۸۰

نہ ہو جو اسے نماز سے غافل کر دیں، اسی طرح اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دوسروں کے لئے تشویش پیدا نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«ألا إن كلكم مُناجٍ ربه ، فلا يؤذين بعضكم بعضا ولا يرفع بعضكم علىٰ بعض في القرأة» ، أو قال: «في الصلوٰة» ⑫

وفي رواية:«لا يجهر بعضكم علىٰ بعض بالقرآن» ⑬

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! بے شک تم میں سے ہر ایک اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے، پس کوئی کسی کو ایذا نہ دے اور نہ کوئی کسی (نمازی) کے سامنے اونچی آواز میں قراءت کرے۔ یا فرمایا: ''نماز میں''

اور ایک دوسری روایت میں فرمایا:

''تم میں سے بعض بعض پر قرآن پڑھنے میں آواز بلند نہ کرے۔''

㉖ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ سے پرہیز

حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا يزال الله عزوجل مقبلًا علىٰ العبد وهو في صلاته ما لم يلتفت فإذا التفت انصرف عنه» ⑭

''اللہ عزوجل نماز میں بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، جب تک وہ ملتفت

---

⑫ صحيح سنن أبي داود :١١٨٣

⑬ مسند أحمد بن حنبل : ٢/ ٣٦، صحيح الجامع :١٩٥١

⑭ ضعيف سنن أبي داود : ١٩٤

نہیں ہوتا اور جب بندہ نماز سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو اللہ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتا ہے۔''

نماز میں بے توجہی کی دو قسمیں ہیں:

① دل کا غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا ② نگاہ کا اِدھر اُدھر متوجہ ہونا

یہ دونوں التفات ہی ممنوع ہیں، ان سے نماز کا اجر وثواب کم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے التفات فی الصلوٰۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

«هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلاة العبد» [۲۵]

''یہ شیطان کی اچکہ بازی ہے جو وہ بندے کی نماز میں کرتا ہے۔''

جو شخص نماز کے دوران اپنے دیدہ ودل میں سے کسی کو بھی غیر اللہ کی طرف پھیر لے، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جسے کسی بادشاہ نے اپنے پاس بلایا، اپنے قریب سامنے بٹھایا اور بات چیت کے لئے اس کی طرف متوجہ ہوا، لیکن اس دوران وہ بادشاہ کے بجائے ادھر ادھر، دائیں بائیں دیکھتا رہا اور دل کو بھی بادشاہ کے بجائے دوسروں کی طرف لگائے رکھا، یہاں تک کہ بادشاہ کی کوئی بھی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی، اس لئے کہ دل و دماغ وہاں حاضر ہی نہیں تھا۔ اب ایسے آدمی کے ساتھ بادشاہ کیا سلوک کرے گا؟

بادشاہ اگر اس کے ساتھ بہت نرمی سے بھی کام لے گا تو کم از کم اسے اپنی نظروں سے گرا دے گا اور غصہ میں اسے اپنے سامنے سے بھگا دے گا، پس یہی

---

۲۵ صحيح البخاري : ۷۵۰

مثال اس نمازی کی ہے جس کے دل ونظر نماز میں پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ نہیں رہتے اور جو نمازی اپنی نماز میں پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اپنے دل و دماغ کو حاضر رکھتا ہے، اللہ کی عظمت و کبریائی کا پورا شعور و احساس رکھتا ہے تو اس کا دل اللہ کے خوف و ہیبت سے بھر جاتا ہے، اس کی گردن اس کے سامنے جھک جاتی ہے، غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے میں اسے حیا آتی ہے اور اللہ سے رخ پھیر کر ادھر ادھر نظر پھیرنے میں اسے شرم محسوس ہوتی ہے۔

یہ دونوں نمازیں اجر وثواب کے لحاظ سے قطعاً برابر نہیں ہوسکتیں، ان کے درمیان بڑا فرق ہے، جیسا کہ حسان بن عطیہ نے بیان کیا ہے کہ ''دو آدمی ایک ہی نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کے اجر وثواب اور فضیلت میں اتنا ہی فرق ہوتا ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک تو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دوسرا اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہوتا ہے۔''[۲۶]

☜ نماز میں اگر کسی ضرورت سے توجہ ہٹانی پڑے تو جائز ہے، چنانچہ سنن ابی داود میں سہل بن حنظلہ ؓ سے روایت ہے کہ ''نمازِ صبح کی اقامت ہوئی اور رسول ﷺ نے نماز پڑھانی شروع کی، درآں حالے کہ وہ کھائی کی طرف ملتفت ہو رہے تھے۔'' امام ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے نگرانی کے لئے رات کو ایک سوار کو کھائی کی طرف بھیجا تھا۔[۲۷]

---

[۲۶] الوابل الصیب: ص۳٦، ط. دارالبیان [۲۷] صحیح سنن أبي داود: ۸۱۰

☜ اس کے علاوہ وہ زائد اعمال جو آپؐ نے نماز میں کیے، مندرجہ ذیل ہیں:

① آپ ﷺ کا نماز میں امامہ بنت ابی العاص کو اُٹھانا۔[28]

② حضرت عائشہؓ کے لئے دروازہ کھولنا۔[29]

③ نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے آپ ﷺ کا منبر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھانا۔[30]

④ نماز کے دوران منبر سے نیچے اُترنا۔[31]

⑤ نماز خراب کرنے کے ارادہ سے آنیوالے شیطان کو نماز کے دوران پکڑنا۔[32]

⑥ آپؐ کا نماز کے دوران سانپ اور بچھو وغیرہ کے مارنے کا حکم۔[33]

⑦ آپؐ کا نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو روکنے اور نہ مانے تو اس سے جھگڑنے کا حکم دینا۔[34]

اسی طرح نماز کے دوران آپؐ کا اشارہ فرمانا، عورتوں کو تالی کا حکم دینا اور اس طرح کے اور بھی افعال کا کسی ضرورت کے تحت انجام دینا ثابت ہے لیکن اگر یہ حرکتیں بے ضرورت ہوں تو عبث کہلائیں گی اور خشوع کے منافی ہوں گی جن سے نماز میں روکا گیا ہے۔[35]

---

(28) صحيح البخاري:٥١٦
(29) صحيح سنن أبي داود:٨١٥
(30) صحيح البخاري:٣٧٧
(31) صحيح البخاري:٣٧٧
(32) صحيح البخاري:٣٤٢٣
(33) صحيح سنن أبي داود:٨١٤
(34) صحيح البخاري:٥٠٩
(35) مجموع الفتاویٰ:٢٢/ ٥٦٠

㉗ آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے سے پرہیز

اس کی ممانعت اوراس پر وعید کا بیان نبی ﷺ کی اس حدیث میں آیا ہے کہ

«إذا كان أحدكم في الصلاة فلا يرفع بصره إلى السماء أن يلتمع بصره» وفي رواية: «ما بال أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء في صلاتهم»㊱

وفي رواية: «لِيَنْتَهِيَنَّ أقوام عن رفعهم أبصارهم عند الدعاء في الصلاة إلَى السماء أو لتُخطفن أبصارهم»㊲

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو آسمان کی طرف نگاہ نہ اُٹھائے کہ اس کی نگاہ اچک لی جائے، اور ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو نماز میں دعا کے وقت اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجانا چاہیے، ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔''

◉ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے اتنی سخت تاکید کی ہے کہ فرمایا:

«لينتهين عن ذلك أو لتخطفن أبصارهم»

''لوگ اس سے باز آئیں، ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔''㊳

㊱ مسند أحمد : ٥/ ٢٩٥ ، صحيح الجامع:٧٥٦ ، صحيح البخارى:٧٥٠

㊲ صحيح مسلم:٤٢٩

㊳ مسند أحمد: ٥/ ٢٥٨ ، صحيح البخاري:٧٥٠

⑳ نماز میں اپنے سامنے تھوکنے سے پرہیز

اس لئے کہ یہ بھی خشوع في الصلاة اور اللہ کے ادب کے منافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «إذا كان أحدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فإن الله قبل وجهه إذا صلى»㊴

''تم میں سے کوئی نماز کے دوران اپنے سامنے نہ تھوکے اس لئے کہ نماز کے دوران نمازی کے سامنے اللہ ہوتا ہے۔''

◉ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«إذا قام أحدكم إلى الصلوٰة فلا يبصق أمامه، فإنما يناجى الله ما دام فى مصلاه ولا عن يمينه فإن عن يمينه ملكًا، وليبصق عن يساره، أو تحت قدمه فيَدْفِـنُها»㊵

''تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے آگے نہ تھوکے، اس لئے کہ وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہوتا ہے، اور اپنی داہنی جانب بھی نہ تھوکے اس لئے کہ داہنی طرف فرشتے ہوتے ہیں البتہ اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے یا پاؤں کے نیچے تھوکے اور پھر اسے دفن کردے۔''

◉ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا:

«إن أحدكم إذا قام في صلاته فإنما يناجي ربه، أو ربُّه بينه

㊴ صحيح البخاري: ٤٠٥

㊵ صحيح البخاري: ٤١٦

وبين قبلته، فلا يبزقَنَّ في قبلته، ولكن عن يساره أو تحت قدمه»[41]

''تم میں سے ہر ایک نماز کے دوران اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اوراس کا ربّ اس کے اورقبلہ کے درمیان رہتا ہے، لہٰذا کوئی (اس دوران) قبلہ کی طرف نہ تھوکے، ہاں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔''

اس دور میں بیشتر مساجد میں چٹائیاں، مصلّے، قالین اورسجادے بچھے رہتے ہیں، اس لئے اگرتھوکنے کی ضرورت ہوتو رومال وغیرہ میں تھوک کر رکھ لینا چاہیے اور مسجد کے سجادوں کو گندا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

㉙ نماز کے دوران جمائی سے پرہیز

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إذا تثاءب أحدكم في الصلاة فليكظم ما استطاع فإن الشيطان يدخل»[42]

''جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو طاقت بھر اسے روکے اس لئے کہ شیطان (اس کے منہ میں) داخل ہوجاتا ہے۔''

اور جب شیطان اندر داخل ہوجاتا ہے تو نمازی کے خشوع کوخراب کرتا ہے اور جب نمازی جمائی لیتا ہے تو وہ ہنستا ہے۔

---

[41] صحيح البخاري: ٤١٧ [42] صحيح مسلم :٢٩٢٥

⑳ کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے پرہیز

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اختصار سے منع کیا ہے۔[43] اور 'اختصار' یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو اپنی کمر پر رکھ لے۔

حضرت زیاد بن صبیح حنفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ایک طرف نماز پڑھی اور اپنا ہاتھ اپنی کمر پر رکھ لیا تو اُنھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور نماز کے بعد فرمایا:

''نماز میں یہ اکڑفوں کیسی؟ نبی کریم ﷺ اس سے منع کرتے تھے۔''[44]

ایک مرفوع حدیث نبویؐ میں آیا ہے کہ کمر پر ہاتھ رکھنے سے اہل دوزخ کو راحت ملتی ہے۔[45] اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

㉑ نماز کے دوران 'سدل' سے پرہیز

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے نماز میں سَدَل اور منہ ڈھانکنے سے منع فرمایا ہے۔[46] امام خطابیؒ کہتے ہیں: سدل کے معنی ہیں کپڑے کو اتنا لٹکا کر پہننا کہ زمین کو چھو جائے۔[47] مرقاۃ المفاتیح میں ہے کہ سدل مطلقاً ممنوع ہے، اس لئے کہ یہ تکبر ہے اور نماز میں تکبر سب سے زیادہ قبیح اور

---

[43] صحيح البخاري:١٢١٩، ١٢٢٠

[44] مسند أحمد: ٢/ ١٠٦، إحياء علوم الدين کی تخریج میں حافظ عراقی نے اسے صحیح کہا ہے، ملاحظہ ہو: إرواء الغليل : ٢/ ٩٤

[45] البيهقي: ٢/ ٢٨٧ وصححه العراقي [46] صحيح سنن أبي داود:٥٩٧

[47] عون المعبود: ٢/ ٣٤٧

قابل مذمت ہے۔[۴۸] صاحب النہار کہتے ہیں: سدل یہ ہے کہ کپڑے کے دونوں کناروں کو لپیٹ کر ہاتھوں کو ان کے اندر کرلیا جائے اور پھرانہیں اندر ہی رکھے ہوئے رکوع وسجدہ کیا جائے اور کہا گیا ہے کہ یہود ایسا ہی کرتے تھے۔

سَدل کے سلسلے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ کپڑے کو سر یا کندھے پر ڈال لیا جائے اوراس کے کناروں کو آگے کی طرف یا بازوؤں پر لٹکایا جائے اور پھر نمازی اسی کو بنانے اور سنوارنے میں مشغول ہوجائے جس سے خشوع میں خلل واقع ہو۔اس کے برعکس نمازی اگر کپڑے کو باندھ لے یا پھر اسے اس طرح لپیٹ لے کہ اس کے گرنے کا اندیشہ نہ رہے تو وہ نماز کے دوران خشوع کے منافی مشغولیت سے بچ جائے گا۔

آج کل کچھ لوگوں کے لباس اور خاص طور پر بعض افریقیوں کی چادریں اور عبائیں اس طرح کی ہوتی ہیں یا ان کے پہننے کا طریقہ ایسا ہوتا ہے کہ نماز کے دوران بیشتر اوقات نمازی اُنہیں کے بنانے سنوارنے اور اُٹھانے و لپیٹنے میں مصروف ہوکر رہ جاتا ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں احتیاط وتوجہ کی ضرورت ہے۔

رہی منہ ڈھانکنے کی ممانعت تو علماے کرام نے اس کی کئی وجوہات بیان کی ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے نمازی کی قراءت کا حسن اور سجدہ کا کمال متاثر ہوتا ہے۔[۴۹]

---

[۴۸] مرقاۃ المفاتیح :۲/ ۲۳۶ [۴۹] أیضًا

㉜ چوپایوں کی مشابہت سے پرہیز

اللہ ربّ العٰلمین نے بنی آدم کو باعزت اور مکرم بنایا ہے، اسے بہترین شکل وصورت دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اس کی تراش خراش اور ساخت بھی عمدہ بنائی ہے، اس کے لئے یہ بڑے عیب کی بات ہے کہ وہ جانوروں کی نقالی شروع کردے اور اپنی چال ڈھال اور ہیئت وحرکت میں حیوانیت کا مظاہرہ کرنے لگے۔ نماز کے دوران یہ چیزیں خاص طور پر ممنوع ہیں، اس لئے کہ یہ خشوع کے منافی ہیں۔ کسی نمازی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی ہیئت و حالت کو ان کے ذریعہ خراب کرے۔ اس سلسلہ میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں: ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں تین چیزوں سے منع کیا ہے: کوے کی طرح چونچ زنی سے، درندوں کی طرح زمین کے ساتھ لپٹنے سے (ہاتھ کی کہنیوں کو زمین پر رکھ کر سجدہ کرنا) اور اونٹ کی طرح کسی ایک جگہ کو وطن بنانے سے۔[۵۰]

اونٹ کی طرح کسی ایک جگہ کو وطن بنانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مسجد میں اپنے لئے ایک جگہ مخصوص کرلے اور اس سے اس قدر مانوس ہوجائے کہ ہر نماز کے لئے اسی کا قصد کرے، اسی مخصوص جگہ پر ہی اپنی ہر نماز ادا کرے۔ اور جس طرح اونٹ اپنے بیٹھنے کی جگہ نہیں بدلتا، اسے اپنا وطن بنا لیتا ہے، اسی طرح یہ بھی

---

[۵۰] مسند أحمد :۳/ ٤٢٨

اپنی نماز کی جگہ کو نہ بدلے اور اسے اپنا وطن بنا لے۔[۵۱]

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مرغ کی سی چونچ زنی سے، کتے کی طرح ہاتھ کھڑا کر کے بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے اور نظریں دوڑانے سے منع کیا ہے۔[۵۲]

یہ ہیں خشوع کے چند اسباب
ان میں سے بعض تو وہ ہیں جنہیں
اپنانے سے خشوع حاصل ہوتا ہے۔

اور بعض وہ ہیں
جنہیں دور کرنے سے خشوع برقرار رہتا ہے۔

---

۵۱ الفتح الرباني لترتيب مسند أحمد بن حنبل الشيباني للساعاتي: ٤/ ٩١
۵۲ مسند أحمد :٢/ ٣١١، صحيح الترغيب :٥٥٦

خشوع في الصلوۃ کی قدر ومنزلت اور عظمت واہمیت کے پیش نظر علماے کرام نے مندرجہ ذیل موضوع پر خوب بحث ومباحثہ کیا ہے:

سوال: کیا اس شخص کی نماز صحیح ہوجائے گی جسے نماز کے دوران بکثرت وسوسے آتے رہے یا اس کے لئے نماز کا اعادہ ضروری ہے؟

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

اگر یہ پوچھا جائے کہ خشوع سے خالی نماز کا کیا حکم ہے،اس کا شمار ہوگا یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں علما کا ایک قول یہ ہے کہ نمازی نے اپنی نماز جس قدر سمجھ کر اور خشوع کے ساتھ پڑھی، اس کو ثواب بھی بس اسی قدر ملے گا،اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا:

"ليس لك من صلوتك إلا ما عقلت منها"

''تمہاری نماز کا بدلہ تمہارے لئے بس اتنا ہے جتنا تم نے اس کو سمجھا ہے۔''

نیز مسند احمد میں مرفوعاً روایت ہے: «إن العبد ليصلي الصلاة ما يكتب له منها إلا عشرها، تسعها، ثمنها، سبعها، سدسها، خمسها، ربعها، ثلثها، نصفها» [۵۳]

---

[۵۳] مسند أحمد: ٤/ ٣٢١

”بندہ نماز پڑھتا ہے، لیکن اس کے بدلے میں اس کے لئے نہیں لکھا جاتا مگر دسواں حصہ، یانواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا، دوسرا۔“

اللہ ربّ العٰلمین نے قرآن کریم میں نمازیوں کی کامیابی کو خشوع في الصلاۃ کے ساتھ مشروط کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جو خشوع کے ساتھ نماز نہیں پڑھے گا وہ اہل فلاح میں سے بھی نہیں ہوگا۔ اگر اس کی نماز اللہ کے نزدیک قابل ثواب ہوتی تو یقیناً وہ فلاح یافتہ اور کامیابوں میں سے ہوتا۔

رہے دنیاوی احکام اور سقوطِ قضا کے مسائل تو اگر نماز میں خشوع کا عنصر غالب رہا تو بالاجماع نماز کا شمار ہوگا اور نماز کے بعد کے سنن واذکار اس کی کمی کو پورا کردیں گے اور اس کے زخم کو بھر دیں گے، لیکن اگر نماز میں عدم خشوع اور غفلت غالب رہی اور نمازی نے اپنی بیشتر نماز بغیر خشوع وخضوع اور بغیر کچھ سمجھے بوجھے پڑھ لی تو فقہا کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اس کے لئے اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

اس اختلاف کی وجہ دراصل یہ ہے کہ نماز میں خشوع کی حیثیت کے بارے میں فقہا کے مابین اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں دو اقوال ملتے ہیں اور یہ دونوں امام احمدؒ اور دوسرے فقہا کے ہاں پائے جاتے ہیں۔

اور پھر اسی اختلاف کی بنا پر اس مسئلہ میں دو رائیں پیدا ہوگئیں کہ کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں جس میں نمازی پر وسوسوں کا غلبہ رہا ہو؟

اصحابِ احمدؒ میں سے ابن حامد نے نماز میں خشوع کو واجب قرار دیا ہے،

جب کہ اکثر فقہا اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز میں بھولنے والے کو سجدۂ سہو کا حکم دیا، اعادہ کا نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:

«إن الشيطن يأتي أحدكم في صلاته فيلبس حتى لايدری كم صلى؟ »

''بیشک شیطان تم میں سے کسی کے پاس نماز کے دوران آتا ہے تو اس کو نماز کے معاملہ میں شک میں ڈال دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی۔''

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نمازی کو اس کے حضورِ قلب اور خشوع وخضوع کے مطابق ہی ثواب ملتا ہے، جیسا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

''بیشک بندہ اپنی نماز سے فارغ ہوکر اس حال میں لوٹتا ہے کہ اس کے لئے نہیں لکھا جاتا مگر اس کا نصف یا ثلث یا ربع یہاں تک کہ عشر (دسواں حصہ) تک کا ذکر کیا۔''[۵۴]

پس اس اعتبار سے کہ ہم اسے اعادہ کا حکم نہیں دیتے ہیں، نماز کو صحیح کہا جاسکتا ہے لیکن اس اعتبار سے وہ صحیح نہیں کہ بتمام وکمال اس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

---

[۵۴] مدارج السالکین :۱/ ۱۱۲

صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:

''جب مؤذن نماز کے لئے اذان دیتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتے ہوئے بھاگتا ہے، تاکہ ندائے اذان سے اس کے کان محفوظ رہیں اور جوں ہی اذان ختم ہوتی ہے، وہ واپس لوٹ آتا ہے اور پھر جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو وہ پھر بھاگتا ہے اور جیسے ہی اقامت ختم ہوتی ہے پھر لوٹ آتا ہے اور آدمی کے دل تک پہنچ جاتا ہے، اور اس سے کہتا ہے اس چیز کو یاد کرو، اس چیز کو یاد کرو جو اس کو یاد نہیں رہتیں یہاں تک کہ نمازی یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی، جب تم میں سے کسی کو یہ صورت حال پیش آئے تو وہ دو سجدے کرے اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہو۔ (صحیح بخاری:۱۲۲۲)

جس نمازی کو نماز میں شیطان اس قدر غافل کردے کہ اسے اپنی پڑھی ہوئی نماز کی کمیت کا بھی علم نہ رہ جائے، اسے نبی کریم ﷺ نے سہو کے دو سجدے کرنے کا حکم دیا، نماز کے اعادہ کا نہیں۔ اس سے فقہائے کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر یہ نماز باطل ہوتی، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، تو نبی کریم ﷺ نے لازماً اس کے اعادہ کا حکم فرمایا ہوتا۔

فقہائے کرام نے سجدۂ سہو کے فلسفہ سے بھی بحث کی ہے۔ ان کے بقول سجدۂ سہو کی مشروعیت کا راز یہ ہے کہ کوئی اپنے وسوسوں سے آلودہ نماز کو باطل نہ سمجھ لے، اس کے علاوہ اس کے ان سجدوں سے شیطانِ لعین کی تذلیل وتحقیر بھی مقصود ہے جس نے نمازی کو وسوسوں میں مبتلا رکھ کر اسے حاضر قلبی کے ساتھ نماز ادا

کرنے نہیں دی۔ نبی ﷺ نے ان دونوں سجدوں کو المرغمتین کہا ہے یعنی ''دو ذلیل کرنے والے۔''⑤⑤

لہٰذا جو لوگ اس نماز کے اعادہ کے وجوب کے قائل ہیں، اگر اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کو خشوع کے ثمرات وفوائد حاصل ہو جائیں تو یہ بات اس کے اختیار کی ہے اگر چاہے تو دوبارہ پڑھ کر اُنہیں حاصل کرنے کی کوشش کرے اور نہ چاہے تو نہ پڑھ کر اس سے محرومی پر قناعت کر لے، لیکن وجوبِ اعادہ سے اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم اسے لازمی قرار دیں اور اس کے عدمِ اعادہ پر ہم سزا کا فیصلہ کریں اور اس پر تارکِ صلوٰۃ کے احکام نافذ کریں تو یہ جائز نہیں۔ یہی قول زیادہ راجح ہے۔ واللہ اعلم

⑤⑤ مدارج السالکین :۱/ ۵۲۸ تا ۵۳۰

خاتمہ

خشوع في الصلوٰۃ عظیم الشان اور نہایت اہم و قابل قدر ہے۔ زہے نصیب، اگر اللہ کی توفیق سے نمازی کو حاصل ہوجائے، اس سے محرومی درحقیقت ایک بڑی مصیبت اور ایک بڑا نقصان ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ اللہ ربّ العلمین سے یہ دعا مانگا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ» ⁽⁵⁶⁾

''اے اللہ میں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خشوع نہ ہو۔''

خشوع ایک قلبی عمل ہے، ایک ایسا کام ہے جسے دل کرتا ہے، اس میں کمی وزیادتی بھی ہوتی ہے، اور اسی اعتبار سے خاشعین کے مختلف درجات بیان کئے گئے ہیں۔ بعض خاشعین تو وہ ہیں جن کا خشوع آسمان کی بلندیوں کو چھو جاتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو نماز سے فارغ ہوجاتے ہیں، لیکن کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ اس طرح نمازیوں کی پانچ اقسام یا ان کے پانچ درجات و مراتب ہوجاتے ہیں:

اوّل: وہ حضرات جو نماز کے اوقات، حدود و ارکان اور وضو و طہارت ہر چیز میں کوتاہی برتتے ہیں، یہ لوگ دراصل اپنے نفس پر ستم ڈھانے والے اور نماز پر ظلم کرنے والے ہیں۔

---

(56) صحيح سنن الترمذي :٢٧٦٩

دوم: وہ حضرات جو وضو وطہارت، نماز کے اوقات اور ظاہری حدود وارکان کی حفاظت تو کرتے ہیں لیکن دل کے وساوس وافکار سے مغلوب وشکست خوردہ ہوجاتے ہیں۔

سوم: وہ حضرات جو نماز کے حدود وارکان کی محافظت کرتے ہیں، وساوس و افکار کو دل سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، اپنے دشمن شیطانِ لعین کو نماز میں سے چوری کرنے سے روکتے ہیں اور اس طرح بیک وقت نماز بھی پڑھتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں۔

چہارم: وہ حضرات جو نماز کے ارکان وشرائط کو پورا کرتے ہوئے نماز ادا کرتے ہیں اور جن کے دل اس کے حدود اور حقوق کی رعایت میں مستغرق رہتے ہیں تاکہ اس میں کچھ نقص نہ رہ جائے، یعنی وہ اس کے کمال کا حق ادا کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور نماز کے دوران مکمل حضورِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں غرق ہوجاتے ہیں۔

پنجم: وہ حضرات ہیں جو نماز تو اچھی طرح پڑھتے ہی ہیں، ساتھ اپنا دل بھی اپنے ربّ کے سامنے نکال کر رکھ دیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل کی نگاہیں پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ رہتی ہیں، جن کے دل کے پیالے ربّ ذوالجلال کی عظمت ومحبت سے لبریز رہتے ہیں اور جنہیں نماز میں یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان کا ربّ ان کے سامنے ہے، وہ انہیں دیکھ رہا ہے اور یہ اسے دیکھ رہے ہیں، نیز ان کے اور ان کے ربّ کے درمیان حائل حجاب اُٹھ گیا ہے، یہی

وہ نمازی ہیں جن کی آنکھوں کو نماز سے ٹھنڈک پہنچتی ہے اور جن کے نفسوں کو صلوٰۃ سے راحت ملتی ہے اور جو اس میں پوری طرح اپنے ربّ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ لائق سزا ہیں، دوسری قسم کے لوگ قابل مؤاخذہ و محاسبہ ہیں، تیسری قسم کے لوگوں کی گرفت نہیں ہوگی، چوتھی قسم کے لوگ ثواب دیے جائیں گے اور پانچویں قسم کے لوگ اپنے ربّ کا قرب پائیں گے۔اس لئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں دنیا میں نماز سے ٹھنڈی ہوتی رہیں اور آخرت میں ربّ کائنات کے تقرب سے ٹھنڈی ہوں گی، اور حق کی آنکھیں قربِ باری تعالیٰ سے آخرت میں ٹھنڈی ہوں گی، دُنیا میں بھی ہمیشہ ٹھنڈی رہیں گی اور اللہ عزوجل سے اپنی قربت محسوس کریں گی اور پھر اس سے دنیا کی تمام آنکھیں ٹھنڈک پائیں گی، اور جن کی آنکھیں تقربِ الٰہی کے ذریعہ ٹھنڈک نہ حاصل کرسکیں، ان کی روحیں دنیا سے حسرت و ندامت اور تاسف کے ساتھ رخصت ہوں گی۔[۵۷]

آخر میں اللہ ربّ العٰلمین سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں خاشعین میں شامل کرے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے، اس رسالہ کی تیاری میں جن حضرات نے تعاون کیا ہے، اللہ انہیں بہترین بدلہ دے اور تمام قارئین کے لئے اسے نفع بخش بنائے۔آمین!　　　　والحمدللہ رب العالمین

---

(۵۷) الوابل الصیب : ص ۴۰

فہرست میں صفحہ نمبر لگائیں۔
تمام سرخی نمبروں کے نیچے سے انڈر لائن ختم کریں
حوالے باریک
تمام عنوانات کی اردو دوبارہ